عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ / شمارہ نمبر ۳۲
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ایک مومن کی آخرت کی کامیاب تجارت

شیخ المشائخ
حضرت حاجی امداد اللہ
مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

تاجر حضرات کی ذمہ داریاں

جرمنی میں قادیانیوں کی آمد اور جعل سازیاں
جرمن حکومت کی پریشانی

داستانِ ابتلا

میں نے قادیانیت چھوڑ کر
اسلام کیوں قبول کیا ہے
جناب حسن محمود عودہ کے تاثرات

فضائل

ماہ رجب المرجب اور تاریخی یادیں

حافظ مشتاق احمد عباسی۔ کراچی

قاموس میں ہے رجب کے معنی تعظیم ہیں۔ جوہریؒ نے بھی یہی لکھا ہے۔ عرب کے لوگ اس ماہ کی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ماہ رجب میں پہلے لوگ بھی رسوم ادا کرتے تھے اور اب بھی لوگ کئی خلاف شرع رسمیں بجا لاتے ہیں۔ دور جاہلیت میں ایک مخصوص قربانی کی جاتی تھی اس کو عتیرہ رجبیہ کہا جاتا تھا۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی چیز نہیں۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ فرع کے معنی اونٹنی کا وہ پہلا بچہ جو مشرک اپنے بتوں کے نام پر چڑھاوے کے طور پر بھینٹ چڑھاتے تھے اور عتیرہ وہ بکری ہے جو ماہ رجب میں قربانی کے طور پر ذبح کرتے تھے۔

رجبی روزہ | طبرانی نے اوسط میں اور ابن شیبہ نے خرشہ بن حُرؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رجبی کے روزہ داروں کو پکڑ کر کھانا کھلاتے (یعنی روزہ ختم کرا دیتے) اور فرماتے یہ رجبی رجبی کیا چیز ہے۔ سنو! رجب وہ مہینہ ہے جسے ایام جاہلیت میں معظم مانا جاتا تھا لیکن اسلام نے اس کی عظمت کو ترک کرا دیا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ رجب کی ستائیسویں شب کے بعد روزہ رکھتے ہیں کہ ایک روزہ سے ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔ اس فضیلت کے بارے میں حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے۔ ویسے عبادت جتنی ہو سکے ضرور کی جائے لیکن کسی خاص اعتقاد کے ساتھ نہیں۔ اس لیے کہ ضعیف روایات کی وجہ سے عمل کیا جاتا ہے کہ اس میں ثواب کا احتمال ہے نہ کہ اس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے۔

فضیلت ماہ رجب | عمل الیوم و اللیلة اور فضائل الاعمال میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ماہ رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا اِلٰی رَمَضَانَ ۔ یا اللہ ہمارے لیے ماہ رجب اور شعبان میں برکت فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہنچا اور فرمایا حضورؐ نے ابوذرؓ سے کہ تم رجب کا چاند دیکھ کر ہمیشہ یہ پڑھا کرو۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ تو اللہ تعالیٰ تم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

غنیہ میں مذکور ہے کہ اللہ کا رجب کا مہینہ دراصل بہرہ ہے کیونکہ اس میں ہتھیاروں کی آوازیں نہیں آتیں اور چونکہ یہ حرمت والا مہینہ ہے اس لیے انسانی امن کی صفت کے مدنظر اسے بہرا کہا جانے لگا۔ ابوالفتح بن فوارس نے اپنی امالی میں حضرت حسن بصریؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رجب اللہ کا مہینہ ہے شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میرے امتیوں کا مہینہ ہے اور رجب عظمت والا مہینہ ہے۔

امام واقدیؒ نے سعیدؒ کی زبانی لکھا ہے کہ رجب یقیناً اللہ کا مہینہ ہے اسے بہرا اس لیے کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس مہینہ میں جدال و قتال بند رکھتے اور اپنے ہتھیار اتار رکھتے تھے۔ لوگ اس ماہ میں امن و امان سے رہتے۔ تمام راستے پُرامن ہوتے اور کوئی کسی سے خائف نہ رہتا اور اس پورے مہینہ میں ہر طرف چین و سکون کا دور دورہ ہوتا تھا

ماہ رجب اور کونڈے | ماہ رجب میں بہت سے لوگ حضرت امام جعفر صادقؒ کے نام کے کونڈے کرتے ہیں یعنی حلوے پکا کر خفیہ طریقے سے کھاتے ہیں کہ حلوے کو باہر کی ہوا بھی نہ لگے۔ کونڈوں کے بارے میں ایک من گھڑت کہانی عورتوں میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کہانی کی کوئی اصل نہیں محض اختراع ہے۔ تمام علماء اہل سنت خواہ وہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے ہوں یا بریلوی مسلک سے۔ سب اس پر متفق ہیں کہ کونڈوں کا اختراع بدعت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق کی ولادت ہوئی اس لیے ان کے نام کے کونڈے کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت جعفر صادق کی ولادت ۲۲ رجب نہیں ہے۔ کونڈوں کی ابتدا روافض نے کی۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں کہ ان کی وفات ۲۲ رجب کو ہوئی۔ دیکھا دیکھی سنیوں نے بھی اس پر عمل شروع کر دیا۔ یاد رکھیں یہ بدعت ہے اس سے خود احتراز کریں اور دوسروں کو بچائیں۔

ماہ رجب اور تاریخی یادیں | مشہور غزوہ تبوک ۹ھ ماہ رجب میں ہوا۔ اس کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے۔ یہ جنگ خالص مسلمانوں اور منافقین کے درمیان نقطہ امتیاز ثابت ہوئی۔ کیونکہ انتہائی گرمی کے زمانہ میں ہوئی۔ اس وقت کھجوریں پکی ہوئی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کا عموماً گزر اوقات اسی پر ہوتا تھا۔ اس جنگ کا میدان بہت دور تھا مگر صحابہ کرامؓ نے اس جنگ میں شریک ہو کر اپنے کامل الایمان ہونے کا عملی ثبوت فراہم کر دیا جبکہ منافقین حیلے بہانے کر کے خود کو ظاہر کر چکے تھے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ رجب میں بارہ انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اسی کو بیعت اولیٰ کہا جاتا ہے۔ اسی ماہ رجب ۵ھ میں مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی۔

۱۳ رجب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یوم ولادت ہے

۱۸ رجب کو حضرت جعفر صادق کی وفات ہوئی۔ نصف رجب ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم آیا۔ ۱۸ رجب میں

باقی صفحہ ۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | ۳ تا ۹ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۰ تا ۱۶ جنوری ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۳۲

مدیر مسئول ــــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ ــــ فضائل ماہ رجب المرجب ــــــــ ۲
۲ ــــ نعت رسول مقبول ﷺ ــــــــ ۴
۳ ــــ قادیانی جعل سازیاں ــــــــ ۵
۴ ــــ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات ــــــــ ۷
۵ ــــ پیر حضرات کی ذمہ داریاں ــــــــ ۱۰
۶ ــــ مظلوم کی داد رسی ــــــــ ۱۳
۷ ــــ مومن کی کامیاب تجارت ــــــــ ۱۴
۸ ــــ سیاسی مرزائیت ــــــــ ۱۵
۹ ــــ داستان ازجلا (نمبر ۲) ــــــــ ۱۶
۱۰ ــــ تعارف (قسط نمبر ۵) ــــــــ ۱۸
۱۱ ــــ خواتین کے لیے نبی کریم ﷺ کی پیاری باتیں ــــــــ ۱۹
۱۱ ــــ حق چاریار (نظم) ــــــــ ۲۱
۱۲ ــــ حسن محمود نودہ کے تاثرات ــــــــ ۲۲

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہٗ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۔ 770337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199

چندہ

سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۳۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

نعت بحضورِ سرورِ کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم

میرے پیشِ نظر راستہ آپ کا
میرا زادِ سفر سلسلہ آپ کا

ساری دنیا کی تیزی پہ حاوی ہوا
ایک معراج کا مرحلہ آپ کا

جس پہ چل کے ہوا سرخرو یہ جہاں
کتنا دلکش ہے وہ نقشِ پا آپ کا

سب فصاحت بلاغت ہے صدقے ترے
اللہ اللہ وہ بولنا آپ کا

اک اشارے پہ دو نیم چندہ ہوا
دعوتِ فکر ہے معجزہ آپ کا

سیرتِ طیبہ میں جہاں کی نجات
ہے یہ کتنا وسیع دائرہ آپ کا

جس پہ چل کے کبھی میں بھٹکتا نہیں
مجھ کو ایسا ملا راستہ آپ کا

جسمِ اطہر کی خوشبو سے جو بس گیا
سب سے افضل ہے وہ بوریا آپ کا

جس پہ کوئی نہیں پہنچ سکتا کبھی!
ایسا اونچا ہے وہ مرتبہ آپ کا

ایک ناشاد کو بھی مسرت ملی
رو برو جو ہوا آئینہ آپ کا

ارشاد علی ناشاد، شکردرہ اٹک

جرمن میں قادیانیوں کی آمد اور جعل سازیاں ـــ جرمن حکومت کی پریشانی

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو انہوں نے اس سے صریح بغاوت کا اعلان کر دیا اور انہوں نے اشتعال انگیز کارروائیاں شروع کر دیں جس کی وجہ سے ۱۹۸۴ء میں پھر قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ لیکن قادیانی جن کی شرائط بیعت میں بقول آنجہانی مرزا محمود یہ شرط شامل ہے:۔

”اس عام اصلاح کے علاوہ بھی ایک خاص امر کو اس جگہ بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے آپ نے قریباً اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں اس کی پورے طور پر فرمانبرداری کریں اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“ (تحفۃ الملوک ص۱۲۲)

لیکن اس کے باوجود قادیانی حکومت کے جاری کردہ آرڈیننس کی نہ صرف خلاف ورزی پر اتر آئے بلکہ عمداً انہوں نے غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود شعائر اللہ کا بڑے زور و شور کے ساتھ استعمال شروع کر دیا۔ ان پر تبلیغ کرنے کی بھی پابندی تھی انہوں نے تبلیغ بھی شروع کر دی جب اہل اسلام انہیں روکتے تو انہیں مشتعل کر دیتے ساہیوال، سکھر، کھاریاں میں کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ جڑانوالہ کے نزدیکی چک میں تو یہاں تک جسارت کی کہ اللہ رب العزت کی کتاب مقدس قرآن کریم کو جلایا گیا لیکن اس صورت حال کے باوجود مسلمانوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیا۔ اشتعال انگیز، دل آزار اور قتل و غارت گری کے باوجود بھی قادیانی اپنے رسائل و جرائد میں مسلمانوں اور حکومت کو ہی بدنام کرتے رہے۔

پھر اسی کو بنیاد بنا کر قادیان کی لائلپور ہمیت (؟) قادیانیوں نے جعلی پاسپورٹوں اور ویزوں کا دھندہ شروع کر دیا۔ اور وہ بیرون ملک خصوصاً جرمنی جانے لگے جہاں انہوں نے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ وہاں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں اور نام نہاد احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے ان کی املاک لوٹی اور جلائی جا رہی ہیں سندھ میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں جو مرزائی قتل ہوئے وہ بھی حکومت اور اہل اسلام کے سر منڈھ دیئے گئے۔ اس طرح انہوں نے پاکستان کے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے سیاسی پناہ بھی حاصل کرنا شروع کر دی۔ اور ملازمتیں بھی حاصل کرنے لگے۔

جب قادیانیوں نے دیکھا کہ پاکستان میں تبلیغ پر پابندی ہے تو انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں خصوصاً نوجوان مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے یہ ہتھکنڈا اختیار کیا کہ انہیں ملازمتوں کا جھانسہ دے کر ان کی جیب کاٹتے پاسپورٹ اور ویزا دلوا کر جرمنی لے جاتے۔ جہاں ان کے پاسپورٹ قبضہ کر کے انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے جب وہ کہتے کہ تم ہم سے پیسے لے کر یہاں اس وعدے پر لائے ہو کہ یہاں ملازمت دلوائیں گے تو اب ملازمت دلواؤ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں کی حکومت کو یہ درخواست لکھ کر دینا پڑے گی کہ ہم ”احمدی“ ہیں ہمارے ساتھ:۔

۱۔ پاکستان میں ظلم ہو رہا ہے ہمیں گھر سے بے گھر کیا جا رہا ہے ہمارا مال و متاع لوٹا جا رہا ہے۔

۲۔ ہماری مذہبی آزادی سلب کی جا رہی ہے ہمیں عبادت کرنے کی بھی آزادی نہیں۔

۳۔ ہم ”احمدی مسلمان“ ہیں ہمیں کلمہ طیبہ لکھنے پڑھنے پر پابندی ہے۔

۴۔ ہم قرآن شریف کو مانتے ہیں لیکن قرآن پڑھنے نہیں دیا جاتا اگر کوئی ”احمدی“ قرآن شریف اٹھا بھی لے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

۵۔ ہمیں جیل میں بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے۔ اذیتیں دی جاتی ہیں اور مشقت کے کام لئے جاتے ہیں۔

۶۔ بہت سے ہمارے بھائی قتل بھی ہو چکے ہیں۔

اس سلسلہ میں تمہیں ’’احمدی‘‘ ہونے کا فارم پر کرنا ہوگا اور درخواست کے ساتھ اس فارم کی نقل لگانا ہوگی۔ اس کے بعد تمہیں ملازمت بھی مل جائے گی اور یہاں سیاسی پناہ بھی مل جائے گی۔ ملازمت مل جانے کے بعد تمہیں اپنی کل تنخواہ کا ½ حصہ جماعت کے فنڈ میں جمع کرانا ہوگا۔ الغرض وہ مجبور ہو اپنا گھر کا تمام اثاثہ بیچ باچ کر کے قادیانی دھوکے میں آ کر ان کے ساتھ چلے گئے قادیانیوں کے رحم وکرم پر زندگی گذارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یا پھر قادیانی بن جاتے ہیں۔ اس وقت ہزاروں افراد جرمنی جا چکے ہیں اس سلسلہ میں قادیانیوں کی پشاور۔ لاہور۔ ربوہ۔ کراچی اور دوسرے بڑے شہروں میں باقاعدہ ایجنسیاں قائم ہیں۔ بعض قادیانی انفرادی طور پر جعلی پاسپورٹ اور جعلی مہروں اور جعلی دستخطوں سے بھی یہ کاروبار شروع کئے ہوئے ہیں بہت سے قادیانی گرفتار ہو چکے ہیں ابھی پچھلے دنوں ختم نبوت میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ سات آدمی جعلی پاسپورٹوں پر ماسکو جانے کے جرم میں گرفتار ہوئے ان کا سرغنہ قادیانی تھا۔

زیادہ تر قادیانی جرمن بھیجتے ہیں کیونکہ وہاں کے قوانین باہر سے آنے والوں کے لئے زیادہ نرم ہیں لیکن اب جرمن حکومت بھی قادیانیوں کی دھڑا دھڑ آمد سے پریشان نظر آتی ہے اور وہ جرمنی میں قادیانیوں کے غیر قانونی داخلے روکنے کیلئے کچھ اقدامات کرنا چاہتی ہے اس سلسلہ میں جرمن امیگریشن اور پولیس حکام پر مشتمل ایک ٹیم کراچی آئی جس نے اس صورت حال کا جائزہ لیا تفصیل خبر ملاحظہ فرمائیے:۔

وفاقی جمہوریہ جرمنی کے امیگریشن اور پولیس حکام پر مشتمل دو رکنی ٹیم پاکستان میں امیگریشن کے ضابطوں اور طریقہ کار پر عملدر آمد اور بین الاقوامی ہوائی اڈوں پر سیکورٹی کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے کراچی پہنچ گئی۔ ٹیم فرینکفرٹ ایئرپورٹ کے ڈائریکٹر امیگریشن کرنل کاؤس سیوبرن اور بارڈر پولیس کے سینئر کمشنر مسٹر پیٹر مانزیم پر مشتمل ہے۔ یہ ٹیم پی آئی اے کی دعوت پر یہاں آئی ہے۔ تاکہ پاکستان سے غیر قانونی طور پر بیرون ملک جانے والوں کی روک تھام کے لئے امیگریشن کے طریقہ کار کا مشاہدہ کر سکے۔ ٹیم کے ہمراہ پی آئی اے کے اسٹیشن منیجر فرینکفرٹ مسٹر فیاض نادری بھی آئے ہیں۔ جرمنی کو ان دنوں غیر قانونی تارکین وطن کی آمد کے مسائل کا سامنا ہے۔ جو وہاں غیر قانونی طور پر داخلے کے بعد ’’سیاسی پناہ‘‘ کی درخواست کرتے ہیں۔ جرمنی میں داخل ہونے والے غیر قانونی تارکین وطن میں ایشیائی باشندوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔ پاکستانی باشندوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ جرمنی میں ’’احمدی‘‘ ہونے کا دعویٰ کر کے سیاسی پناہ کے حصول کی درخواست کرتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ گذشتہ سال ایک اندازے کے مطابق پانچ ہزار پاکستانی سیاسی پناہ کے لئے جرمنی گئے تھے۔ سال رواں میں ان کی تعداد نصف رہ گئی ہے کیونکہ غیر قانونی مسافروں کو لانے پر ایئرلائن کو ۲ ہزار سے دس ہزار مارک فی مسافر جرمانہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے پی آئی اے اور امیگریشن نے یہاں مسافروں کے سفری دستاویزات کی جانچ پڑتال سخت کر دی ہے۔ جرمنی کی امیگریشن اور سیکورٹی ٹیم نے پی آئی اے کے ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر مسٹر خورشید انور اور ڈائریکٹر ایئرپورٹ سروسز مسٹر مستجاب حیدر سے ملاقات کی۔ اس موقع پر جرمن حکام کو بتایا گیا کہ پی آئی اے غیر قانونی مسافروں کو سفری سہولت فراہم کر کے بزنس کے حصول پر یقین نہیں رکھتی وہ صاف ستھرا بزنس دوسری ایئرلائن سے مسابقت کے ذریعہ کر رہی ہے۔ بعض مسافروں کا یہ ذاتی فعل ہوتا ہے جو سفر کے حقیقی دستاویزات پھاڑ کر سیاسی پناہ کی درخواست دیتے ہیں۔ جرمنی کی سیکورٹی اور امیگریشن حکام نے ایف آئی اے امیگریشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر سے پاکستان میں امیگریشن کے قوانین پر عملدرآمد اور اس کی راہ میں مشکلات پر تبادلۂ خیال کیا۔ انہوں نے اے ایس ایف کے فورس کمانڈر۔ ڈپٹی فورس کمانڈر اور کراچی ایئرپورٹ کے چیف سیکورٹی افسر سے بھی ملاقات کی۔ اور کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے سیکورٹی کے انتظامات سے تفصیلی آگاہی حاصل کی۔ وہ ٹیم لاہور پشاور اور راولپنڈی بھی گئی۔ (جنگ لندن ۵ دسمبر ۱۹۹۱ء)

جرمن ٹیم نے یہاں کراچی آ کر پی آئی اے کے جن حکام سے ملاقات کی ہے۔ ان میں مسٹر خورشید انور مرزا بھی شامل ہیں جو ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہیں جن کی پوزیشن مشکوک ہے اس لئے ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ جرمن ٹیم کے سامنے صحیح صورت حال واضح کریں گے۔ کیونکہ پی آئی اے قادیانیوں کو جتنی مراعات دے رہی ہے وہ حج پر جانے والے مسلمانوں کو بھی نہیں دیتی۔ پچھلے دنوں یہاں سے کثیر تعداد میں قادیانی اپنے سالانہ جلسہ (جسے وہ حج سمجھتے ہیں) میں شرکت کیلئے لندن گئے تو انہیں رعائتی ٹکٹ فراہم کیا گیا اور لاہور کی ایک ٹریول ایجنسی کا اشتہار قادیانی اخبار الفضل میں شائع ہوا جس میں لندن جانے والوں سے رعائتی ٹکٹوں کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں اس بنیاد پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ امیگریشن اور پولیس حکام پر مشتمل جرمنی کی جو ٹیم جرمن میں غیر قانونی داخلے کو روکنے کے سلسلے میں تفتیش کرنے کی غرض سے آئی ہے اس کی صحیح راہنمائی نہیں کی ہوگی۔

اب اگرچہ وہ ٹیم واپس جا چکی ہوگی لیکن حکومت کو اس مسئلہ پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے اور یہاں سے جو قادیانی جرمنی جا کر حکومت پاکستان [illegible] پاکستان کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں اس لئے حکومت ان کی سختی سے نگرانی کرے اور جو ایجنسیاں اور جو قادیانی [illegible] معروف ہیں ان میں کافی گرفتار بھی ہو چکے ہیں انہیں سخت ترین سزا دے تاکہ آئندہ کوئی ایسا دھندہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ نیز پی آئی اے میں قادیانیوں کو جلسہ میں شرکت کے لئے جو رعائتی ٹکٹیں دی گئی ہیں ان کی بھی انکوائری کی جائے کہ اس میں پی آئی اے کے کون سے حکام شامل ہیں۔

افادات حکیم الامت حضرت تھانویؒ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے ایمان افروز حالات

مرتب
مولانا محمد اسلم ہارون آباد

قسط نمبر ۲

اتباع سنت اور فرمان نبویؐ کی بجاآوری میں حضرت انسؓ کے حیرت انگیز واقعات

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ دعوت کی، میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور کدو گوشت کا شوربا پیش کیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ کے سب جانبوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر تناول فرما رہے تھے اس وقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہوگیا۔

(ف) حضرت انسؓ کا یہ ارشاد کہ مجھے اس وقت سے کدو سے رغبت ہوگئی اس محبت کا ثمرہ ہے۔ جو ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اور محبت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پسند ہو اس کی ہر بات دل میں جگہ کرنے والی ہو جس درجہ کی محبت ہوگی اسی مرتبہ میں محبوب کے اثرات کے ساتھ شغف ہوگا۔

(شمائل ترمذی ص ۱۵۹)

واقعہ ۲:۔ رسولؐ کی رازداری کا مرتے دم تک امتثال

ایک دن حضرت انسؓ حضورؐ کے کاموں سے فارغ ہو کر گھر واپس ہوئے تو دوپہر کا وقت تھا۔ لڑکے کھیل رہے تھے۔ حضرت انس بھی تماشہ دیکھنے لگے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف نکل آئے۔ حضرت انسؓ کا ہاتھ پکڑا اور کسی پوشیدہ کام سے روانہ کر دیا۔ کام سے واپس ہو کر جب گھر گئے تو ان کی والدہ ام سلیمؓ نے پوچھا آج کہاں دیر لگائی۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کام سے گیا تھا۔ پوچھا کیا کام تھا؟ بولے ایک پوشیدہ بات تھی۔ حضرت ام سلیم نے کہا دیکھو! اس کو کسی سے نہ کہنا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی سے مرتے دم تک ذکر نہ کیا۔ ایک دفعہ اپنے شاگرد ثابتؒ سے کہنے لگا اگر میں کسی کو راز سے آگاہ کرتا تو تم سے کہتا۔ لیکن نہیں کہوں گا۔ (مسند)

واقعہ ۳: ابراہیم بن ربیعہ حضرت انسؓ کی خدمت میں آئے تو دیکھا کہ ایک ہی چادر کو باندھے اور اوڑھے نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک چادر پاس رکھی ہوئی ہے نماز سے فارغ ہوئے تو ابراہیم نے پوچھا کہ آپ ایک کپڑے سے نماز پڑھتے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اخیر میں جو نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی وہ ایک کپڑے سے ادا فرمائی تھی۔ (مسند)

واقعہ ۴: اتباع سُنت سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ سنت نبوی کے ساتھ ان کو شغف تھا۔ وہ اپنی گفتگو میں کھانے پینے میں، اٹھنے بیٹھنے میں، آنے جانے میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پورا خیال رکھتے تھے گفتگو صاف کرتے تھے۔ افہام و تفہیم کے موقع میں ہر فقرہ کو تین مرتبہ بولتے تھے۔ پانی پیتے تھے تو تین سانس میں پیتے تھے۔ کسی کے مکان پر تشریف لے جاتے تو تین مرتبہ اندر جانے کی اجازت طلب کرتے۔ اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تو ہم آپؐ کی تعظیم کیلئے نہ اٹھتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہم لوگوں کا کون محبوب ہو سکتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکلفات کو ناپسند فرماتے تھے (مسند)

حضرت ابن عمرؓ کے سُنت کی اتباع کے واقعات

نافعؓ سے روایت ہے حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ اگر تو حضرت ابن عمرؓ کی طرف دیکھتا جب کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کا اتباع کر رہے تھے تو تو یہی کہتا کہ یہ آدمی مجنون ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپؐ کے مقامات میں آثار کا اتنا اتباع کرنے والا نہیں تھا جتنا کہ حضرت ابن عمر اتباع کرتے تھے۔

عاصم احول کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابن عمرؓ کو کوئی شخص دیکھتا تو اس دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا کہ ان میں آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اسلمؓ فرماتے ہیں کہ کوئی اونٹنی زمین کے کسی جنگل میں اپنے گمشدہ بچے کی اتنی تلاش نہیں کر سکتی جس درجہ حضرت عمر بن خطابؓ سے ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ حضورؐ کے آثار کو تلاش کرتے تھے

واقعہ ۱: حضرت عبدالرحمٰن بن امیہ بن عبداللہؓ نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کیا کہ ہم صلوٰۃ خوف اور اقامت کی نماز کا تذکرہ قرآن شریف میں پاتے ہیں اور مسافر کی نماز کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

مبعوث فرمایا اور ہم سب مبتلائے مشقت تھے یعنی رحم و روزہ کی مشقت میں گرفتار تھے لہٰذا ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جیساکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ امیہ بن عبداللہؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب میں صلوٰۃ خوف قصر کرنا پاتے ہیں اور سفر کی نماز میں قصر کرنا نہیں پاتے؟ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عمل کرتے ہوئے پایا سو ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔

واقعہ ۲: حضرت ابن عمرؓ کا بانسری کی آواز سے کانوں میں انگلیاں دینا

حضرت نافعؓ کہتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ ایک رستہ میں تھا پس انھوں نے بانسری کی آواز سنی اور اپنے ہر دو کانوں میں دونوں انگلیاں رکھ لیں۔ اور اس راستہ سے دوسری طرف ہٹ گئے۔ پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا اے نافع تو کچھ (اس کی آواز) سنتا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ پس اپنی انگلیاں کانوں سے نکال کر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا پس آپؐ نے ایک بانسری کی آواز سنی اور اسی طرح کیا۔ جس طرح کہ میں نے اب کیا ہے نافعؓ نے کہا کہ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اس واسطے مجھ کو کان بند کرنے کا حکم نہیں دیا)

(خطبات الاحکام)

(ف) حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ گانا تو ناکام منتر ہے لیکن افسوس آج کل مسلمان گانا بجانے کو گناہ بھی نہیں سمجھتا گانے بجانے کا نام موسیقی آرٹس ثقافت رکھ لیا ہے

واقعہ ۳: انس بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ عرفات میں تھا جب کوچ کا وقت آیا میں نے ان کے ساتھ کوچ کیا وہ امام کے قریب اس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد ٹھہرے رہے میں اور میرے ساتھی بھی۔ جب امام نے کوچ کیا۔ یہاں تک کہ جب حضرت ابن عمرؓ ایک تنگ راستے پر پہنچے جو دو پہاڑیوں کے سلسلوں کے درمیان تھا، اونٹ بٹھایا، اور ہم نے بھی اونٹ بٹھایا ہمارا خیال تھا کہ ابن عمرؓ نماز کا ارادہ نہیں کر رہے ہیں تب اس غلام نے جو ان کی اونٹنی کو پکڑے کھڑا ہوا تھا بتایا کہ یہ نماز کا ارادہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مقام پہ پہنچے تھے تو آپؐ نے قضائے حاجت کی تھی۔ لہٰذا انہیں بھی یہ بات پسند ہے کہ یہاں قضائے حاجت کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت تھا وہاں آتے اور اس کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ فرماتے اور بتاتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کا اتباع کرتے۔ جس مقام میں آپؐ نے نماز پڑھی ہوتی وہیں نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ حضورؐ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے تھے۔ تو ابن عمرؓ اس درخت کی نگہداشت رکھتے تھے۔ اس کی جڑ میں پانی دیا کرتے تھے تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔

مجاہد کی روایت میں ہے کہ ہم حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ کسی سفر میں تھے جب وہ ایک مقام سے گذرے تو وہاں سے ذرا ہٹ گئے۔ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ نے ایسا کیا سو میں نے کیا۔

نافع کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ کے راستہ میں تھے اپنی اونٹنی کے سر کو پھیر دیتے تھے اور فرماتے تھے شاید کہ پیر پیر پر پڑیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے پیر پر پڑیں۔ (حیاۃ الصحابہ ص۳۰۰ حصہ ششم)

واقعہ ۴:۔ وارد بن ابی عاصم کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منیٰ میں ملاقات ہوئی تو آپ سے سفر کی نماز کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ دو رکعت ہیں۔ وارد نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے ہم لوگ یہاں منیٰ میں ہیں؟ یہ سن کر حضرت ابن عمرؓ کو غصہ آگیا اور فرمایا تیرے لئے خرابی ہو کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں اور میں تو آپؐ پہ ایمان بھی لایا ہوں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضورؐ جب منیٰ کی طرف نکلتے دو رکعت نماز پڑھتے۔ اگر تو چاہے تو دو رکعت نماز پڑھ یا چھوڑ دے

حضرت ابن عمرؓ کا اتباع سنت کی پیروی کا حکم دینا

حضرت ابی حنیب جرشیؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے اللہ پاک کے اس قول: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (سورۃ نساء رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔ بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں۔ کے بارے میں کہا گیا کہ ہم امن میں ہیں اور کسی خوف میں بھی مبتلا نہیں اس کے باوجود قصر کرتے ہیں؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اچھی ہے۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۴۳۵۸۰۳

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت قرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزینہ کی ایک چھوٹی جماعت کے ہمراہ حاضر ہوا اور ہم نے حضورؐ سے بیعت کی آپ کے پیرہن مبارک کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں میں نے اپنا ہاتھ آپ کے پیرہن مبارک میں داخل کیا اور مہر نبوت کو چھوا عروہؓ کہتے ہیں کہ جب کبھی میں نے حضرت معاویہؓ اور ان کے بیٹے کو سردی یا گرمی میں دیکھا تو ان کے گریبان کے تکمے کھلے ہوئے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۲۲)

فرمانِ نبوی کی بجا آوری اور اتباع سنت میں حضرت طلحہ کے حیرت انگیز واقعات

پہلا واقعہ:۔ حضرت طلحہؓ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک پرندہ اس میں اڑ کر آ گیا اور چونکہ باغ نہایت گنجان تھا باہر نکل جانے کے واسطے اس کو کوئی راستہ نہ ملا پریشان ادھر ادھر پھرنے لگا اس پرندے کی یہ حالت دیکھ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے دل میں باغ کے گنجان ہونے پر گونہ مسرت پیدا ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ ماشاء اللہ میرا باغ کس قدر گنجان اور اس کے درخت ایک دوسرے سے کیسے پیوستہ ہیں کہ کسی پرندہ کو بآسانی نکل جانے کی جگہ نہیں ملتی یہ خیال آ تو گیا لیکن چونکہ ان میں عظمت و محبت خداوندی معراج کمال پر تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پر بر سے فیض یاب تھے اس لئے فوراً ہی دل میں سوچا کہ اے طلحہ تیرے دل میں مال کی یہ محبت کہ حالت نماز میں تو ادھر متوجہ ہوا آخر نماز کے بعد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باغ نے آج مجھے عین نماز کی حالت میں خدا سے مشغول کر کے اپنی طرف متوجہ کر لیا لہذا اس کو میں اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا اور اس شغل عن الحق کے کفارہ میں اس کو وقف کرتا ہوں آخر اس کو وقف کر دیا۔ (ف) حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے چند غلام ہیں وہ مجھ کو ستاتے ہیں نافرمانی کرتے ہیں اور میں ان کو مارتا ہوں کوستا ہوں قیامت میں میرا اور ان کا کیا معاملہ ہو گا فرمایا کہ ان کی خطائیں ایک پلہ میں رکھی جائیں گی اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں نے سب کو آزاد کر دیا اس لئے کہ مجھ سے ایسا عدل نہ ہو سکے گا لیکن مقصود شریعت کا یہ نہیں کہ غلام نوکر نہ رکھو یہ ان صحابیؓ کا خوف تھا۔ (وعظ ایضاً)

واقعہ ۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی تھی۔ وہ اپنی سعادت اس میں سمجھتے تھے کہ وہ اپنی زندگی کو حضورؐ کی زندگی کے نمونہ پر ڈھال لیں۔ حضورؐ کی زاہدانہ زندگی صحابہ کرام کے سامنے روز روشن سے بھی زیادہ روشن تھی۔ اس لئے صحابہ کرام کثرت مال سے گھبرا اٹھتے تھے۔

حضرت طلحہؓ کو ایک دفعہ ان کی بی بی سعدی بنت عوف نے غمگین دیکھا۔ تو پوچھا کہ خیر ہے؟ آپ اداس کیوں ہیں؟ مجھ سے کوئی غلطی تو نہیں ہوئی! حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ تمہاری کوئی بات نہیں ہے دراصل میرے پاس بڑی رقم جمع ہو گئی ہے۔ بس اس فکر میں الجھا ہوا ہوں کہ کیا کروں؟ سعدیؓ نے کہا کہ اس کو تقسیم کرا دیجئے۔ چنانچہ لونڈی کو اسی وقت بلایا اور چار لاکھ کی رقم تقسیم کرا دی۔ (ابن سعد)

واقعہ ۳: نومسلموں کی مہمان نوازی

صحابہ کرام کو مہمان نوازی میں خاص شغف تھا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبعاً تاجر تھے۔ اس لئے مہمان نوازی ان کا خاص شیوہ تھا۔ ایک دفعہ قبیلۂ بنی عذرہ کے تین آدمی مدینہ منورہ آ کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا ان کی کفالت کا کون ذمہ لیتا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے عرض کی میں یارسول اللہ چنانچہ تینوں نومسلموں کو لے آئے۔ اور وہ ان کے زندگی بھر برابر مہمان رہے یہاں تک کہ دو اشخاص نے مختلف غزوات میں شریک ہو کر شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ اور ایک شخص نے انہی کے مکان پر ایک مدت کے بعد وفات پائی۔ (مسند)

واقعہ ۴: طرزِ معاشرت کی سادگی

حضرت طلحہؓ کو ایام جاہلیت سے تجارت سے طبعاً لگاؤ تھا۔ اس لئے اپنی تجارت کی وجہ سے غیر معمولی دولت کے مالک تھے۔ مگر باوجود اس کے طرز معاشرت بالکل سادہ تھا۔ دولت کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے صاحبزادہ موسیٰ بن طلحہؓ سے پوچھا کہ تمہارے والد نے کس قدر دولت چھوڑی؟ تو انہوں نے کہا بائیس لاکھ درہم۔ دو لاکھ دینار۔ اس کے علاوہ کثیر مقدار میں سونا چاندی۔ اس کے علاوہ غیر منقولہ جائیداد جس کی قیمت کا اندازہ تین کروڑ درہم تھا۔ طرز معاشرت کا یہ حال تھا کہ حضرت عمرؓ نے ان کو حالت احرام میں رنگین کپڑا پہنے دیکھا تو ٹوک کر طلحہ یہ کیا ہے؟ بولے! امیر المومنین یہ گیرو کا رنگ ہے۔ (ابن سعد)

واقعہ ۵: کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اپنی رفیقہ حیات (بی بی) کے لئے بہتر ہو۔ حضرت طلحہؓ بیوی بچوں کے ساتھ نہایت لطف و محبت سے زندگی گذارتے تھے۔ اور اس معاملہ میں خصوصی امتیاز کے مالک تھے۔ چنانچہ ان کے اسی لطف و مدارات کی بناء پر ام ابان کے ہاں جو عتبہ بن ربیعہ کی صاحبزادی تھیں، جب معزز لوگوں نے شادی کا پیغام بھیجا۔ اور اسی کے ساتھ حضرت طلحہؓ نے بھی پیغام بھیجا تو ام ابان نے حضرت طلحہؓ کو ترجیح دی۔ لوگوں نے جب اس ترجیح کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مجھ کو ان کے یہ اوصاف حمیدہ معلوم ہیں جو ترجیح کا باعث ہیں۔ وہ گھر آتے ہیں تو ہنستے ہوئے، مسکراتے ہوئے کچھ مانگو تو بخل نہیں کرتے۔ اور چپ رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں۔

باقی آئندہ

حضرت علیؓ کا قول

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں تواضع کی اصل ہیں:۔

۱۔ جب کسی سے ملے سلام کی ابتداء کرے۔
۲۔ اونچی مجلس سے پست جگہ پر راضی ہو جائے۔
۳۔ ریاکاری اور شہرت کو برا سمجھے۔

تاجر حضرات کی ذمہ داریاں

مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی مدظلہ

> اگر سودی نظام کو پاکستان سے ختم کر دیا جائے تو انشاء اللہ یہاں اتنا تیل نکلے گا نہ صرف پاکستان میں استعمال آسکے گا بلکہ پاکستان اسکو برآمد کرے گا بھی

خلیفہ ثانی خسر رسول سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی کہ وہ بہت نیک اور پارسا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس شخص سے سوال کیا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ کبھی معاملہ (لین دین) کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپؓ نے فرمایا، پھر تم کو اس کی نیکی کا کیسے پتہ چلا؟ نیکی کا اندازہ تو معاملات اور سفر میں ہوتا ہے کیونکہ سفر تکلیف کی بنا پر انسان کو مشکل ہوتا ہے اور معاملات میں نقصان کے پیش نظر شرعی ضوابط پر عمل بہت مشکل نظر آتا ہے۔ اس لیے اسلام نے معاملات کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ معاملات کے اصول و ضوابط سے پُر ہیں۔ اور فقہ کی ہر کتاب میں معاملات کا ایک مستقل عنوان ہے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں تو اس شخص کو بازار میں خرید و فروخت کرنے کا حق ہی حاصل نہیں تھا جو اصول تجارت سے واقف نہ ہو۔ بدقسمتی سے آج کے دور میں ہم نے اسلام کو صرف عبادات تک محدود کر دیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ کاروبار، ملازمت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے معاملات کا علم حاصل نہیں کیا۔ یہاں کچھ لین دین اور دنیاوی معاملات کے وہ تمام اسلامی اصول بتائے جائیں گے جن کو سیکھنے کے بعد ہر مسلمان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت میں شمار ہونے لگے گا اور اس پر ہمارے معاشرے میں عمل ہونے لگے تو ایک مثالی معاشرہ تشکیل پا سکے گا۔

فرمان خداوندی ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی زندگی اور ان کے اموال خرید لیے۔"

آج کی تقریر کا موضوع ہے "اسلام کا معاشی نظام اور تاجر کی ذمہ داری" جس میں اسلام کے معاشی نظام پر بحث کرنے سے پہلے "تاجر کی ذمہ داری" پر کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ اس لیے کہ جب تاجر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے تب ہی اسلام کا معاشی نظام ابھر کر سامنے آئے گا۔

تجارت کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اسلام میں بھی محنت اور تجارت کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے قرآن میں جابجا تجارت اور خرید و فروخت کا تذکرہ ملتا ہے۔ میں نے جو آیت تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے" گویا کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے اور مومنین کا ایک (فروخت کرنے والے) ہیں اور جنت (ثمن) قیمت ہے۔ دنیا کے اندر جو تجارت ہوتی ہے اس میں بھی تین چیزیں ہوتی ہیں ایک فروخت کرنے والا دوسرا خریدنے والا اور تیسری چیز ثمن یا قیمت ہوتی ہے جس پر سودا ہوتا ہے۔ تو یہاں پر قرآن نے جو اعلان کیا ہے اس میں یہی بات بتائی ہے اصل میں لوگوں کی جانیں اور مال مبیع ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

قرآن کریم میں اور بھی مقامات پر تجارت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"میں تم کو ایسی تجارت بتلاؤں جو تم کو عذاب سے بچائے"

ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تجارت جو کہ باہمی رضامندی سے ہو"

جب تک کہ تجارت کے اندر باہمی رضامندی نہ ہو اس وقت تک تجارت کا اعتبار نہیں۔ اسلام نے تجارت کے اندر باہمی رضامندی پر زور دیا ہے۔ ایک جگہ اور ارشاد باری ہے:

"تم ایسی تجارت کرو جس میں کبھی ہلاکت نہ ہو"

غرض کہ تجارت کو اسلام نے مقام مدح میں استعمال کیا ہے۔ بلکہ خرید و فروخت کرنے والوں کے لیے تاجر کا لفظ سب سے پہلے دین اسلام میں ہی استعمال کیا گیا اسلام سے قبل خرید و فروخت کرنے والوں کو "سماسرہ" کہا جاتا تھا۔ سماسرہ "سمسار" کی جمع ہے اور سمسار کے معنی دلال کے ہوتے ہیں لیکن نبی کریمؐ نے ان کے نام بدل دیئے ایک مرتبہ نبی کریمؐ مدینہ منورہ کے بازار "سوق بنی قینقاع" میں گئے اور تاجروں کی طرف رخ کر کے فرمایا "یا معشر التجار" کہ "اے تاجر برادری" تو سب حیرت سے دیکھنے لگے اس لیے کہ تاجر کا لفظ ان کے لیے استعمال نہیں ہوتا تھا۔

اسلام نے نہ صرف تجارت اور محنت کی ترغیب دی بلکہ تاجروں کو اس بات کی بھی ترغیب دی کہ وہ تجارت کے مسائل اور اس کا علم حاصل کریں۔ آج دنیا میں ہر جگہ کامرس کالج قائم ہیں۔ لیکن یہ کامرس کالج کی ابتداء سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے کی۔ جامع ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں یہ اعلان کیا تھا کہ "ہمارے بازاروں میں صرف وہ لوگ تجارتی لین دین

کریں جن کو دین کی سمجھ اور تجارت کے مسائل سے واقفیت ہو۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس کے لیے باقاعدہ ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جس میں اس وقت کے علماء کرام جاتے تھے اور تاجر بھی وہاں جمع ہوتے تھے تاجر حضرات اپنے درپیش مسائل علماء کرام سے حل کراتے تھے۔ امام مالکؒ جنہوں نے فقہ میں نمایاں فقہی خدمات انجام دی ہیں، انہوں نے بڑی مصروف زندگی گزاری ہے۔ اس قدر مصروفیت کے باوجود ان کا یہ عالم تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد ۱۲ بجے تک مدینہ منورہ کے تاجروں کو لے کر بیٹھے رہتے تھے اور ان کو تجارتی لین دین کے مسائل سکھلاتے تھے۔ ان سے کسی نے کہا کہ آپ دن بھر اتنے مصروف رہتے ہیں اور پھر رات کو بھی بارہ بجے تک مسائل سکھلاتے رہتے ہیں، آخر اتنی محنت کی کیا ضرورت ہے؟ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ میں ان کو مسائل اس لیے سکھلا رہا ہوں تاکہ میرا لین دین صحیح ہو جائے۔ میں اگر ان کو مسائل نہیں سکھاؤں تو میں بازار جاؤں گا یا میرا نوکر جائے گا یا میرا بیٹا جائے گا یا کوئی بھی جائے گا اور وہاں جا کر غلط تجارت کرے گا تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جب تجھ کو مسئلے معلوم تھے تو تو نے کیوں نہیں بتائے؟ پھر تجارت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے بڑے بڑے بزرگوں اور اہل علم نے تجارت کی، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجارتی سفر پر تشریف لے گئے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تجارت فرمائی، حضرت عمرؓ نے تجارت فرمائی، حضرت عثمانؓ نے تجارت فرمائی، عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تاجر تھے ان کے علاوہ امام اعظم ابوحنیفہؒ بہت بڑے تاجر تھے۔ اور تجارتی لین دین میں ان کے اخلاص اور دیانتداری کے واقعات بہت مشہور ہیں۔

ایک مسلمان تاجر ہونے کی حیثیت سے اس کی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کو پورا کرنے سے ایک صالح اور دیانتدار تجارتی معاشرہ عمل میں آسکتا ہے، تاجر کی ذمہ داریاں اور اخلاق دراصل اسلام کے معاشی نظام کی روح ہیں۔ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ایک تاجر جب اپنی تجارت کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اسلام کے معاشی نظام کو اپنا لیا ہے اور جب بہت سارے

اسلام کے معاشی نظام میں سُود کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے

تاجر ان اصولوں کو اپنا لیں گے تو اجتماعی طور پر اسلام کا معاشی نظام نافذ العمل ہوگا۔ ہر تاجر کی مندرجہ ذیل ذمہ داریاں ہیں۔

ایک مسلمان تاجر کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کو حلال حرام، جائز اور ناجائز کا علم ہو۔ حضرت عمرؓ کے اعلان اور حدیث و فقہ کی دوسری روایات اور کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو تجارتی لین دین کے اسلامی احکام حلال و حرام معلوم نہ ہوں اس کے لیے تجارت کرنا مناسب نہیں ہے۔ امام مالکؒ کا قول ہے کہ تاجروں کی شہادت جائز نہیں جب تک کہ وہ دین اور خرید و فروخت کے احکام سے واقف نہ ہوں۔

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:

"قیامت کے روز جب سب کے سب تاجر اٹھائے جائیں گے تو ان پر کچھ نہ کچھ گناہ ہوگا۔ لیکن اس میں سے چند لوگ مستثنیٰ ہیں: سب

اسلام میں محنت اور تجارت کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے

سے پہلے تو وہ تاجر جو خوف خدا رکھے، دوسرا وہ تاجر جس نے احسان کرنے کی عادت ڈالی اور تیسرا وہ تاجر جو سچ بولے"

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں تاجر کو مندرجہ ذیل ذمہ داریاں بھی پوری کرنی چاہئیں۔

خوف خدا۔

احسان۔

سچائی اور راستگی۔

سچائی اور راستگی سے مراد جہاں یہ ہے کہ تاجر قرض یا مال کی ادائیگی میں سچا وعدہ کرے وہاں یہ بھی ہے کہ ایک تاجر مال فروخت کرنے کے وقت اگر مال میں کوئی عیب ہو تو اس عیب کی نشان دہی کردے۔

دوران تجارت اگر کوئی اللہ کا حق آجائے مثلاً نماز کا وقت آگیا، مال پر زکوٰۃ واجب ہوگئی تو اس "حق اللہ" کو پورا کیا جائے۔ حضرت انسؓ کا ایک قول ہے وہ فرماتے ہیں، صحابہ کرامؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے، جس طرح ہم تجارت کرتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے سامنے جب کوئی اللہ کا حق آجاتا یا مسلمانوں کے حقوق کا کوئی مسئلہ آجاتا تو تجارت ان حقوق کی ادائیگی میں مانع نہیں ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بازار میں جارہا تھا میں نے دیکھا کہ "ایک لوہار ہتھوڑے سے لوہے پر ضرب لگا رہا ہے، اور ایک شخص اون کے کام میں مصروف تھا اور بہت سے لوگ بازار میں مختلف پیشے اختیار کیے ہوئے تھے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، لیکن جیسے ہی انہوں نے اذان کی آواز سنی سارے لوگ اپنا اپنا کام چھوڑ کر اٹھ گئے اور سیدھے مسجد کی طرف چلے گئے۔"

آجکل کا حال یہ ہے کہ مؤذن کی اذان ختم ہوجاتی ہے، مسجد میں جماعت ہوجاتی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ نماز کا وقت بھی نکل جاتا ہے لیکن ہم اپنی تجارتوں میں مشغول رہتے ہیں اور حقوق اللہ کا بالکل ہی لحاظ نہیں رکھتے۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام میں سودی لین دین کی سخت ممانعت کی گئی ہے اور اس کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے قرآن کریم میں کسی بھی گناہ کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا کہ اس میں خدا اور رسولؐ سے جنگ ہے لیکن جو سود کا کاروبار کرتے ہیں ان کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ لوگ دراصل خدا اور رسولؐ سے اعلان جنگ کیے ہوئے ہیں۔

اسلام کے معاشی نظام میں سود کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی مملکت میں ذمی بھی رہتے ہیں یعنی جو غیر مسلم جو کہ معاہدہ کے تحت اسلامی مملکت میں رہتے ہیں ان ذمیوں کو اپنی عبادت گاہیں قائم کرنے کی اجازت ہے۔ اور دوسرا

رسومات اور مذہبی تقریبات منانے کی اجازت ہے لیکن ان کو بھی سودی کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آنحضرت جب ذمیوں سے معاہدہ کیا کرتے تھے تو اس میں اس بات کی شرط رکھتے تھے کہ ذمی اسلامی مملکت میں کوئی سودی کاروبار نہیں کریں گے۔ اور اگر انہوں نے کوئی سودی کاروبار کیا تو ان سے معاہدہ منسوخ ہو جائے گا سود سے معاہدہ منسوخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سود ایک ایسی جراثیمی اور متعدی بیماری ہے کہ جب یہ شروع ہو جاتی ہے تو معاشرہ میں اس کا پھیلاؤ سرطان کی طرح پھیلتا ہے یہ سود انسانی جسم کے ایک ایک ریشہ میں اور ایک ایک رگ میں سرایت کر جاتا ہے۔

قریش مکہ کہتے ہیں کہ سود اور تجارت ایک ہی چیز ہیں آج کل ہمارے یہاں بھی بہت سے لوگ سودی لین دین کو تجارت کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ سود کی تجارت میں فرق سمجھنے کے لیے ایک میں مثال دیتا ہوں اس سے آپ کے سامنے سود اور تجارت بخوبی واضح ہو جائے گا۔ ایک شخص ریڈیو فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ریڈیو اگر نقد لیتے ہو تو ۵۰۰/ روپے کا اور اگر ادھار لیتے ہو تو ۶۰۰/ روپے کا۔ تو اگرچہ یہاں پر ۱۰۰/ روپے بڑھ گئے۔ لیکن یہ سود نہیں ہے اس لیے کہ اس کے پس منظر میں چیز ہے۔ لیکن اگر اس طرح ہو کہ یہ ریڈیو ۵۰۰/ روپے کا ہے اب ریڈیو کی قیمت طے ہونے کے بعد خریدنے والے کے ذمہ ۵۰۰/ روپے ہیں۔ اب فروخت کرنے والا اس ۵۰۰/ کی رقم پر مدت کے اعتبار سے اضافہ کرتا جائے مثلاً یہ کہ یہ قیمت اگر تم نے ایک مہینہ میں ادا کی تو یہ ۶۰۰/ روپے اور اگر دو مہینے میں ادا کی تو ۷۰۰/ روپے۔ تو یہاں چونکہ پس منظر سے چیز ہٹ گئی ہے اور جو اضافہ مدت کے اعتبار سے ہو رہا ہے وہ رقم پر ہو رہا ہے اس لیے یہ سود ہے۔

بہر حال: تاجر کی ذمہ داری ہے کہ وہ تجارتی لین دین کرتے وقت حلال حرام، سودی اور غیر سودی لین دین کو سمجھیں، اس کے مطابق عمل کریں اور تجارت میں تمام حرام ذرائع آمدنی سے احتراز کریں۔

اسی طرح سے ہمارے یہاں بہت سے لین دین، خرید و فروخت کے معاملات ایسے ہیں جو مکمل طور پر قمار اور جوا ہیں۔ لیکن ہم اس سے ایک تجارتی طریقہ سمجھ کر کرتے ہیں قمار کی تعریف یہ ہے کہ "کسی چیز کی ملکیت کو خطرے (RISK) پر معلق کرنا اور مال دونوں طرف سے ہو"

یعنی ملک کو کسی ایسی چیز پر معلق کرنا، جس کے ہونے اور نہ ہونے دونوں کا احتمال ہو اور اس میں فریقین کی طرف سے رقم لگائی گئی ہو۔ اگر رقم ایک طرف سے ہو تو پھر یہ قمار نہیں ہوگا بلکہ انعام بن جائے گا۔

عوام کا یہ خیال ہے کہ سودی لین دین، یا جوئے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں، اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ، انسان جو صلاحیتیں اور سرمایہ سودی لین دین میں لگا رہا ہے اگر وہی صلاحیتیں اور سرمایہ تجارتی لین دین میں لگائے تو اسے جائز اور حلال نفع حاصل ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب انسان قدرت کے اصولوں کے خلاف عمل کرتا ہے تو پھر قدرت بھی اسے دوسرے جھگڑوں میں جکڑ دیتی ہے۔ جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں اور اس سے نفع حاصل کرتے ہیں تو ان کا نفع انہی کاموں میں مثلاً بیماری، ایکسیڈنٹ اور بے جا اسراف میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری مخلصانہ رائے آپ تاجر برادری کے لیے ہے کہ آپ خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اس سودی کاروبار کو ترک کر دیں اور پتہ نہیں کہ میرے دل میں یہ کیوں بات آتی ہے کہ اگر پاکستان سے سود کو بالکل رخصت کر دیا جائے تو یہاں پر قدرت کے وہ ذخائر دریافت ہوں گے جن کا آپ لوگ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ اور ان شاء اللہ پاکستان میں اتنا تیل نکلے گا کہ نہ صرف پاکستان میں وہ استعمال میں آسکے گا بلکہ پاکستان اس کو برآمد بھی کرے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)

> ## تاجروں کو چاہیئے کہ وہ تجارت کے مسائل اور اس کا علم حاصل کریں

اسلام کے معاشی نظام کے متعلق اب اس قدر لٹریچر آگیا ہے کہ اس پر کچھ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے نظریاتی طور پر ہر شخص اسلام کے معاشی نظام کو سراہتا ہے لیکن اصل میں عملاً اس نظام کو اپنانے کے سلسلے میں لوگ خوف محسوس کرتے ہیں یا اپنانا چاہتے ہیں لیکن ان کے راستہ میں رکاوٹیں ہیں۔ اس لیے میری کا معاشی نظام اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک ہماری معاشرت درست نہ ہو۔ اسلام کے شعبے ہیں، مثلاً معاشی نظام، معاشرتی نظام، گھر یہ سب دراصل آپس میں اس طرح مربوط ہیں کہ اگر ایک نظام درست نہ ہو تو اس سے سارے نظام اور سارے شعبے متاثر ہوں گے، اس لیے جب تک ہم ہر شعبہ میں اسلامی اصولوں کو نہیں اپنائیں گے اس وقت تک کسی بھی نظام کی درستگی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ

میٹھادر کراچی فون ۲۵۵۰۳۷۔

مظلوم کی داد رسی

حکمرانوں کیلئے ایک نصیحت آموز واقعہ

مرسلہ: عنایت الرحمٰن رحمانی، خانوخیل

ایک رات سلطان محمود غزنوی ؒ (المتوفی ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء) سو رہا تھا کہ یکایک اس کی آنکھ کھل گئی۔ پھر لاکھ چاہا کہ دوبارہ نیند آئے مگر نیند کوسوں دور نکل چکی تھی۔ بستر پر تڑپتا اور کروٹیں بدلتا رہا جب کسی طرح آنکھ نہ لگی تو خدا ترس بادشاہ کو خیال آیا کہ شاید کوئی مظلوم فریاد لایا ہے یا کوئی فقیر بھوکا آیا ہے اس لیے نیند اچٹ گئی ہے۔ غلام کو حکم دیا باہر جا کر دیکھو کون ہے۔ غلام نے باہر جا کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ واپس آکر کہا جہاں پناہ کوئی شخص نہیں۔ محمود نے پھر سو جانا چاہا مگر نیند نہ آنی تھی نہ آئی۔ وہی بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ غلاموں کو دوبارہ کہا اچھی طرح دیکھو آؤ کون داد خواہ آیا ہے۔ غلام دوڑتے ہوئے گئے ادھر ادھر دیکھا واپس آکر بولے حضور کوئی نہیں ہے سلطان کو شبہ ہوا کہ شاید غلام تلاش کرنے سے جی چراتے ہیں۔ غصہ میں خود کھڑا ہوا اور تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے باہر آگیا۔ بہت تلاش کی مگر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ قریب ہی ایک مسجد تھی اس کے دروازہ پر آکر اندر کی طرف جھانکا تو آہستہ آہستہ کسی کے رونے کی آواز آئی۔ قریب پہنچ کر دیکھا تو ایک شخص فرش پر پڑا ہوا نظر آیا۔ اس کا منہ زمین سے لگا ہوا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آہیں بھر رہا تھا اور چپکے کہہ رہا تھا ؎

اے کہ از غم ندیدۂ خواری
از غم ما کجا خبر داری
خفتہ ماندی چو بخت ما ہمہ شب
تو چہ دانی ز رنج بیداری

پھر کہنے لگا کہ سلطان کا دروازہ بند ہے تو کیا ہے سبحان کا دروازہ تو کھلا ہے۔ اگر محمود ولی سو رہا ہے تو حرج نہیں معبود ازلی تو جاگ رہا ہے۔ محمود یہ سن کر اس کے بالکل قریب پہنچ کر بولا محمود کی شکایت کیوں کرتا ہے وہ تو ساری رات تیری تلاش میں بے چین رہا۔ بتا تجھے کیا تکلیف ہے؟ کس نے ستایا ہے؟ کیوں اور کس غرض سے آیا ہے؟ یہ سن کر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر روتا ہوا بولا۔ حضور ایک درباری کے ہاتھوں ستایا ہوا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا اس نے میری عزت خاک میں ملا دی۔ آدھی رات کو مستی کے عالم میں میرے گھر آتا ہے اور میری شریک زندگی کی عصمت کو داغ دار کرتا ہے۔ اگر آپ نے اس نابکار کی آب سے اس کا داغ نہ دھویا تو کل قیامت کے دن میرا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان۔ یہ سن کر محمود کو غیرت اور شاہی حمیت کے جوش سے پسینہ آگیا۔ غصہ میں کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ بتا کیا اس وقت بھی وہ ملعون وہیں ہوگا؟ اس شخص نے جواب دیا اب تو بہت رات گزر چکی ہے شاید چلا گیا ہو لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ پھر آئے گا۔ سلطان نے کہا اچھا اس وقت تو جاؤ مگر جس روز جس وقت آئے مجھے اطلاع کرو۔ اس شخص نے سلطان کو دعا دی اور رخصت ہو کر چلا ہی تھا کہ سلطان نے ٹھہرنے کا حکم دیا اور پہرہ داروں سے کہا کہ دیکھو یہ جس وقت بھی آئے خواہ میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں فوراً اس کو مجھ تک پہنچا دو۔ اتنا کہہ کر محمود اندر آیا اور وہ شخص اپنے گھر چلا گیا۔ تیسری رات وہ شخص شاہی محل سرا کے دروازہ پر پہنچا۔ پہرہ داروں نے اس کی شکل دیکھتے ہی سلطان کی خدمت میں پہنچا دیا۔ سلطان جاگ رہا تھا تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور بولا چلو رات کو اس شکار کرنے والی لومڑی تک مجھے لے چلو۔ یہ سن کر وہ شخص آگے ہو لیا اور سلطان اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ گھر پہنچ کر اس شخص نے سلطان کو وہ جگہ بتائی جہاں وہ ظالم شخص خزانہ کا سانپ بنا ہوا سو رہا تھا۔ سلطان نے تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ ایسا جمایا کہ تمام فرش پر انصاف کا لالہ زار کھل گیا۔ اس کے بعد سلطان مڑا اور مظلوم صاحب خانہ کو بلا کر فرمایا اب تو محمود سے خوش ہو۔ یہ کہہ کر محمود نے مصلیٰ منگوایا اور ایک طرف بچھا کر دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھی پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ گھر میں کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ اس شخص نے جواب دیا۔ ایک چیونٹی سلیمانؑ کی کیا خاطر کر سکتی ہے۔ جو کچھ ہے حاضر کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر دستر خوان ڈھونڈا۔ سوکھی روٹی کے کچھ ٹکڑے لیے ہوئے آیا اور سلطان کے سامنے رکھ دیے۔ سلطان نے اس رغبت اور شوق سے یہ ٹکڑے کھائے کہ شاید عمر بھر میں کوئی لذیذ غذا اس طرح نہیں کھائی ہو گی۔ کھانے سے فارغ ہو کر سلطان نے اس شخص سے کہا معاف کرنا میں نے تمہیں کھانے کے لیے تکلیف دی لیکن سنو بات یہ ہے کہ جس روز تم ملے اور اپنا دکھڑا سنایا۔ اس وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اس خبیث کے سر کو اس کے شانے سے جدا کر کے تمہارے گھر کو پاک نہ کر دوں گا رزق کو حرام سمجھوں گا۔ پھر دو رکعت نماز میں نے شکرانہ ... پڑھی جس پر تم حیران ہو رہے ہو گے لیکن سنو اس شخص کے متعلق مجھے اندیشہ تھا کہ میرے بیٹوں میں سے کوئی ہو گا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میرے درباریوں اور مصاحبوں کو اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ میرے مزاج سے واقف ہوتے ہوئے ایسی حرکت کریں۔ میں جس قدر زیادہ سوچتا گیا کہ اتنی بڑی گستاخی کی ہمت صرف بادشاہ کی اولاد کو ہو سکتی ہے کیونکہ یہ عام طور پر غرور کے نشہ میں مست رہتے ہیں چنانچہ میں تمہارے ساتھ یہاں اپنے کسی فرزند کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا تھا۔ جب میں نے صورت دیکھی تو معلوم ہوا کہ یہ میرا فرزند نہیں کوئی غیر شخص ہے اس لیے میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

(جوامع الحکایات ولوامع الروایات)

خداوند تمام بادشاہوں کو ان صفات کا حامل بنائے اور ہمیں بھی خلق خدا کی خدمت کا موقع عنایت فرمائے آمین

ایک مومن کی آخرت کی کامیاب تجارت

از: حضرت مولانا محمد احمد صاحب، کراچی

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (سورۃ فاطر)

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری پوری دیں اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے دیں، بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

تفسیر و تشریح: گزشتہ آیات میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں اور خوف و خشیت رکھتے ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال اور صفات و کمال کا علم رکھتے ہیں۔ اب آگے ایسے ہی بندوں کی صفات یعنی خشیت رکھنے والے اہل علم کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ پہلی صفت یہ بتلائی گئی کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس تلاوت کتاب اللہ سے مراد یہی ہے کہ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں کہ یہ ہمارے پروردگار کی نازل کردہ کتاب ہے اور اس کے موافق عمل کرتے ہیں۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہیں۔ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ اس کی ہدایات و تعلیمات کا اتباع کرتے ہیں۔ ورنہ اگر محض تلاوت ہو اور عمل یا عقیدہ اس کے خلاف ہو تو یہ تو اور سخت جرم ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ ان کو دنیا و آخرت میں رفعت و عزت عطا کرتے ہیں اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہ ان کو ذلیل کرتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ بندہ ایک سورت کلام پاک کی پڑھنا شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ تلاوت سے فارغ ہو اور دوسرا شخص ایک سورۃ شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ مثلاً قرآن شریف میں پڑھتا ہے أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس لعنت میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں پڑھتا ہے لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک کلام پاک کہ جھگڑے گا بندوں سے۔ دوسری چیز امانت ہے۔ تیسری چیز رشتہ داری ہے جو پکارے گی کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا اللہ اس کو رحمت سے ملاوے اور جس نے مجھ کو توڑا اللہ اپنی رحمت سے اس کو جدا کرے۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ ان تین چیزوں کے نیچے ہونے سے مقصود ان کا کمال قرب ہے۔ یعنی حق تعالیٰ جل شانہ کے عالی دربار میں بہت ہی قریب ہوں گی۔ اور قرآن پاک کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی رعایت کی، اس کا حق ادا کیا۔ اس پر عمل کیا۔ ان کی طرف سے دربار حق میں کلام پاک سفارش اور شفاعت کرے گا اور ان کے درجہ بلند کرائے گا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اس کو جوڑا مرحمت فرمائیں تو حق تعالیٰ شانہ کرامت کا تاج عطا فرمائیں گے۔ پھر اور زیادتی کی درخواست کرے گا کہ یا اللہ آپ اس شخص سے راضی ہو جائیں تو حق سبحانہ تعالیٰ اس شخص سے رضا کا اظہار فرمائیں گے اور جن لوگوں نے اس کی حق تلفی کی ہے۔ ان سے قرآن کریم مطالبہ کرے گا کہ میری کیا رعایت کی؟ میرا کیا حق ادا کیا؟ اس رعایت اور حق کی ادائیگی پر یاد آیا کہ ہمارے پاکستانی تو کہہ دیں گے کہ ہم نے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے سونے کے دھاگہ اور زری سے قرآن پاک لکھوایا۔ یہ لاہور کی ۱۷ رجون ۱۹۶۸ء کی خبر ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام زری سے قرآن پاک لکھا جا رہا ہے جس کے ۱۱ پارہ مکمل ہو چکے ہیں اور اس پر اب تک ۷۶ ہزار ۷۱۹ روپے صرف ہو چکے ہیں اور ۱۹ پارہ جو باقی ہیں اور اسی طرح سنہرے دھاگے سے لکھے جانے والے ہیں ان پر ایک لاکھ ۴۴ ہزار روپیہ صرف ہوں گے (حریت ۱۹ ۶/۶۸) ماشاء اللہ کیا خوب قرآن کا حق ادا کیا جا رہا ہے۔ پھر پاکستانی صاحبان کہہ دیں گے کہ ہم نے صد سالہ جشن نزول قرآن منایا تھا۔ چراغاں کیے۔ کانفرنسیں کیں، تقریریں ہوئیں۔ پھر یہ بھی کہہ دیں گے کہ ہم نے قرآن کے ذریعے لوگوں کو سینما بینی کی دعوت دی اور قرآن کا حکم وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یاد دلا کر سینما اور بائیسکوپ میں فلم "خانہ خدا" دیکھنے کو ترجیح دیا اور حج کا شوق دلایا۔ یہ قرآن کا حق ادا

کیا جارہا ہے یا اس کی حق تلفی کی جا رہی ہے ؟ الغرض اللہ سے ڈرنے والے بندوں کی پہلی صفت یہ بتائی گئی کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، دوسری صفت یہ بتائی گئی کہ وہ خصوصیت و اہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ تیسری صفت یہ بتائی گئی کہ جو کچھ اللہ نے ان کو دنیا میں رزق و مال دے رکھا ہے اس میں سے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے پوشیدہ اور اعلانیہ جیسا موقع ہوتا ہے اور جس طرح بن پڑتا ہے خرچ کرتے ہیں گویا ان تین خصوصیات میں سارے ہی دین کا احاطہ ہو گیا۔ قرآن کا علم و عمل، بدنی عبادات، مالی عبادات آگے بتلایا جاتا ہے کہ ایسے لوگ جو اس کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ نیز بدنی اور مالی عبادات بجالاتے ہیں وہ حقیقت میں ایسی زبردست تجارت سوداگری اور بیوپار کے امیدوار ہیں کہ جس میں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں۔ کیونکہ اس سودے کا خریدار کوئی مخلوقات میں سے نہیں ہے کہ جو کبھی تو سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا بلکہ اس کے خریدار خود حق تعالیٰ ہوں گے جو ضرور حسب وعدہ اس کی قدر فرمائیں گے۔ اس لیے اس تجارت میں نقصان کا کسی طرف سے اندیشہ نہیں۔ سرتاپا نفع ہی نفع ہے۔ تو یہاں آیت میں اہل ایمان کو تجارت سے اس لئے تشبیہ دی گئی کہ آدمی تجارت میں اپنا سرمایہ محنت، وقت اس امید پر صرف کرتا ہے کہ نہ صرف اصل واپس ملے گا اور نہ صرف وقت اور محنت کی اجرت ملے گی بلکہ کچھ مزید نفع بھی حاصل ہو گا۔ اسی طرح ایک مومن بھی خدا کی فرمانبرداری میں، اس کی بندگی و طاعت میں اور اس کے دین کے خاطر جدوجہد میں اپنا مال اپنے اوقات اپنی محنت اور قابلیت اس امید پر کھپا دیتا ہے کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے اس کا پورا پورا اجر ملے گا بلکہ وہ خوش ہو کر اپنے فضل سے مزید بہت کچھ عنایت فرمائے گا۔ اخیر میں اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ فرمایا یعنی بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ یعنی اہل ایمان کے اعمال میں جو کوتاہی ہو جائے تو وہ فیاض اور کریم آقا ان کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے اور ان کے اعمال کی بڑی قدر فرماتا ہے کہ علاوہ اجرت کے انعام بھی دیتا ہے۔

باقی صـ۲۶ پر

داستان ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

قسط نمبر۲

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچا دی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

از: محمد سعید خان دہلوی

قسط: ۱

"معاف فرمائیے گا۔ آپ کی پرائیویٹ گفتگو کو بہت غور سے سنا مگر چونکہ ہم کو بھی مذہبی مسائل سے کچھ دلچسپی ہے۔ اس لئے آپ کو ہماری بے وقت مداخلت ناگوار نہ ہوگی۔ آپ نے ابھی اپنے ساتھی سے فرمایا ہے۔ اگر عیسائی پادری شریعت اور لعنت کا تعلق ہم کو سمجھا دیں تو ہم عیسائی ہو جائیں گے۔ آپ عیسائیوں کو شریعت اور لعنت کے متعلق چیلنج بھی دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم جو خداوند یسوع مسیح کی خادم ہیں آپ کے اس چیلنج کو بسرو چشم قبول کرتے ہیں۔

بشرطیکہ آپ اس امر کا تحریری وعدہ فرمائیں۔

(مسیحی دین کی ایک کنیز)

سہیلی نے جا کر اس تحریر کو عمر علی کے حوالے کیا۔ عمر علی نے فوراً یہ پرچہ معاذ کو دکھایا اور خوش ہو کر ذیل کا جواب دیا۔

"آپ نے تکلیف فرمائی کا شکریہ میں اقرار کرتا ہوں۔ اگر آپ کے بزرگوں نے شریعت اور لعنت کے گورکھ دھندے کو سلجھا دیا۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ میں مع اپنے ساتھیوں کے عیسائی ہو جاؤں گا۔ فرمائیے کہاں؟ کس جگہ؟ کس وقت؟ گفتگو کے لیے حاضر ہوں۔"

اسلام کا ادنیٰ خادم: "عمر علی"

ازبلا نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ جواب دیا: "وقت اور جگہ کے متعلق کل خود حاضر ہو کر اطلاع دوں گی (خادمہ)"

قرطبہ کے باغ سے نکلنے کے بعد ازبلا کو یہی فکر پڑی کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کے لئے کسی مسیحی عالم کو تیار کرے۔ چنانچہ وہ گھر جانے سے پہلے اپنے شفیق استاد کے پاس گئی۔ اور اول سے آخر تک اُن کو تمام ماجرا سنایا۔ استاد جو خود بھی ایک پادری اور الہیات کا ماہر تھا، لڑکی کی پریشانی دیکھ کر اس کو بہت برا بھلا کہا اور فرمایا یہ مسئلہ بھی کوئی ایسا مسئلہ ہے۔ جس کے لیے اس قدر اضطراب کی ضرورت ہو۔ لڑکی نے عمر علی کی وہ تحریر بھی استاد کو دکھا دی، جو اس نے آج ہی شام کو باغ میں لکھ کر اس کے حوالے کی تھی۔ اور جس میں وعدہ کیا گیا تھا۔ اگر یہ مسئلہ حل کر دیا گیا تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے عیسائی ہو جائیں گے۔ اس پر لڑکی کے استاد نے معاملہ کو آگے بڑھانا چاہا! اور چند شہرۂ آفاق مسیحی علماء کی امداد کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ انہوں نے ازبلا کو تسلی و تشفی دے کر رخصت کیا اور کہا کل دوپہر تک ہم گفتگو کے لیے وقت مقرر کر دیں گے۔ آج کی رات ازبلا نے بڑی بے چینی سے کاٹی رات بھر اس کے دماغ میں یہی سوال گھومتا رہا اور رہ رہ کر اس کو یہی خیال آتا تھا کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے۔ اگر ہمارے علماء سے مسلمانوں کے سوالات کے جواب نہ بن پڑے تو تمام اسپین میں عیسائیوں کی ناک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کٹ جائے گی۔ خدا خدا کر کے صبح نمودار ہوئی اور لڑکی اپنے معمولات سے فارغ ہو کر انجیل مقدس کا مطالعہ کرنے لگی۔ عین دوپہر کے وقت اپنی دو سہیلیوں کے ساتھ ازبلا نے پادری صاحب کے گھر کا رخ کیا اور وہاں جا کر دیکھا شہر کے بڑے بڑے پادری بیٹھے ہیں۔ اور کسی کے پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک پادری صاحب تشریف لائے جن کی خدمت میں صدارت پیش کی گئی۔ اس کے بعد لڑکی کے استاد نے کھڑے ہو کر پہلے تو خداوند یسوع مسیح کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر اس اجتماع کی غرض و غایت بتائی۔ اپنے تمام علماء سے پُرزور مطالبہ کیا کہ بحث سے کام لے کر مقابلہ کے لیے تیار ہو جائیں اور کافروں کو مسیحی بنانے میں کوشش کریں۔

ایک پادری: "میں تو خیال کر رہا تھا کہ خیر نہیں ہم کو کس لیے طلب کیا گیا ہے۔ کوئی اہم معاملہ ہوگا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ معاملہ نہایت معمولی ہے۔ ابھی اسی وقت ان کافروں کو بلا لیجئے ہم میں سے کوئی شخص ان کی تسلی کر دے گا۔"

دوسرا: "بات یہ ہے کہ معاملہ تو کچھ زیادہ اہم نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں سے ہمارے مناظرے ہمیشہ ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ چیز مشہور کر دی گئی ہے کہ عیسائیوں کے پاس مسلمانوں کے اعتراض کا کوئی جواب نہیں ہے اس لیے معاملہ اہم ہو گیا۔ اچھا تو گفتگو کیلئے وقت مقرر کر دیجئے۔"

ایک شخص: "کل اتوار ہے اور بڑے گرجا میں تمام مسیحی جمع ہوں گے۔ اس لیے مسلمانوں کو گرجا ہی میں صبح کے وقت بلا لیا جائے۔ شاید روح القدس ان کی رہنمائی کریں۔"

ایک پادری: "تجویز معقول ہے (ازبلا کی طرف دیکھ کر) مگر صاحبزادی کے والد بزرگوار جو اسی بڑے گرجا میں عبادت کراتے ہیں موجود ہوں گے۔ شاید وہاں کسی بات کے دریافت کرنے میں ہم کو دقت پیش آئے کیوں ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان گفتگو کا واسطہ آپ ہی ہیں۔"

دوسرا: "صاحبزادی کے والد تو اسپین کے لاٹ پادری ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ آج ان سے بڑھ کر کوئی شخص عیسوی دین کے اسرار و رموز سے واقف نہیں اس لیے ان کی شرکت نہایت ضروری ہے۔"

میکائیل: (لڑکی کا دل رکھنے کو) "بے شک، بے شک۔"

غرض تمام لوگوں نے اس تجویز کو منظور کیا اور گفتگو کے لیے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ ازبلا کے کہنے سے میکائیل نے ایک رقعہ بھی عمر لخمی کے نام لکھ کر دے دیا۔ تاکہ وہ بلا تکلف گرجا میں آسکیں۔

آفتاب غروب ہونے میں ڈیڑھ دو گھنٹے باقی تھے۔ ازبلا باغ جانے سے پہلے ضروری کاموں سے فارغ ہو رہی ہے۔ اتنے میں ان کی دونوں سہیلیاں بھی آپہنچیں اور وہ ان کو ساتھ لے کر باغ کی طرف خراماں خراماں روانہ ہوئیں باغ میں پہنچ کر دیکھا کہ عمر لخمی اور معاذ بیٹھے ہوئے ہیں اور آج غیر معمولی طور پر کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں ازبلا نے خود اپنے ہاتھ سے پادری میکائیل کا رقعہ معاذ کو دیا۔ اور سب نے اس کو کھول کر پڑھا۔

معاذ: (ازبلا کی طرف دیکھ کر) "آپ کی تکلیف فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ اگر جانبین سے کسی کو بھی ہدایت ہوگئی تو اس کا اجر سب سے پہلے آپ کو ملے گا۔"

عمر لخمی: (دوسروں سے مخاطب ہو کر) "یہ خاتون عیسوی فلسفہ کی ماہر اور علم الٰہیات کی فاضلہ ہیں۔ دیکھو کتنا شوق اور کتنا نیک جذبہ ہے کہ ہم کو کفر کی تاریکی سے نکالنے کی کوشش کر رہی ہیں۔"

ازبلا: "میں اپنے خداوند یسوع مسیح کی ادنیٰ خادمہ ہوں اور اس پر آپ سب کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول فرمالیا۔"

ایک مسلمان: (خداوند یسوع مسیح کے الفاظ سن کر) "استغفر اللہ، دیکھو عیسائی کیسے مشرک ہیں، حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں۔ یقیناً ان کی عقل ماری گئی ہے۔"

عمر لخمی: "آپ نے تو یہیں بحث چھیڑ دی۔ اس کا فیصلہ تو کل بڑے گرجا میں ہو جائے گا۔"

ازبلا سے مخاطب ہو کر: "آپ ہماری طرف سے پادری صاحب کو اطمینان دلا دیں کہ ہم صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بڑے گرجا میں حاضر ہو جائیں گے۔"

یہ سن کر ازبلا اپنی سہیلیوں کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ اور حسب معمول رات باغ میں نہیں بیٹھی کیونکہ اس کو گھر جا کر کل کی مجلس کے لیے بہت سے انتظامات اور مشورے کرنے ہیں۔

پہلی مجلس

ادھر تو ازبلا اپنے مکان پہنچی، دوسری طرف عمر لخمی اور معاذ نے گھر جا کر انجیل مقدس اور قرآن حکیم کا مطالعہ شروع کیا۔ اور جن ضروری امور پر اظہار خیال کرنا تھا۔ ان کو یادداشت کی کتاب میں لکھ لیا۔ صبح اتوار کو معلوم ہوا کہ اس گفتگو کی شہرت تمام شہر میں پھیل گئی ہے۔ اور عیسائیوں نے انتظام کیا ہے کہ سوائے چند مسلمانوں کے اور کسی کو گرجا میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ صبح کو ایسا ہی ہوا اور تمام مسلمانوں کو مایوس ہو کر گرجا سے واپس آنا پڑا۔ عمر لخمی اور معاذ قرطبہ کے چند علماء اسلام گرجا گھر پہنچے اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوگئے۔ اندر جا کر معلوم ہوا کہ قرطبہ کے بڑے بڑے پادری جمع ہیں اور مسلمانوں کی ہدایت کے لیے سجدے میں پڑے ہوئے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے ہیں۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ ازبلا اور اس کی تمام سہیلیاں اس مجلس میں شریک ہیں۔

میکائیل: (ازبلا کا استاد) "معلوم ہوا ہے آپ کو عیسائیت کے متعلق چند شکوک ہیں۔ جن کے ازالہ کے لیے آپ تشریف لائے ہیں۔ اور آپ نے وعدہ بھی فرمالیا ہے کہ شافی جواب ملنے پر اسلام کو ترک کر کے مسیحی مذہب اختیار کر لیں گے۔"

عمر لخمی: "ہمیں عیسائی عقائد و تعلیم کے متعلق کوئی شک نہیں ہے۔ بلکہ کامل یقین ہے کہ وہ سراسر بے بنیاد ہے۔ اگر آپ ہماری تسلی کر دیں گے اور اپنے عقائد کو سمجھا دیں گے تو بے شک ہم [illegible] کو تیار ہیں۔"

اس کے بعد میکائیل نے پادریوں میں سے ایک شخص کو گفتگو لینے کا اشارہ کیا۔ اور وہ اشارہ پاتے ہی عمر لخمی کے قریب آ بیٹھے۔ آپ کا اسم گرامی پطرس تھا۔ عربی علوم اور اسلامی کتب کے خاص ماہر سمجھے جاتے تھے۔ اسلام کے خلاف متعدد کتابیں لکھنے کا بھی آپ کو فخر حاصل تھا غرض تمام اسپین میں مسلمانوں کے مقابلے میں آپ ہی کو قابل ترین متکلم سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے عمر لخمی سے ذیل کے الفاظ میں خطاب کیا۔

پطرس: (بزرگانہ اور ساتھ ہی تحکمانہ لہجہ میں) "میں نے سنا ہے کہ آپ کو اس بات پر بڑا اعتراض ہے کہ پولس رسول نے شریعت کو لعنت کیوں کہا۔ خیر یہ تو ایک ضمنی اور فروعی مسئلہ ہے بنیادی اور اصولی مسائل پر گفتگو ہونی چاہیے۔ آپ مسلمان ہیں اور قرآن پر آپ کا ایمان ہے پس خداوند یسوع مسیح اور دین مسیح کا فیصلہ اسی قرآن پر ہونا چاہیے۔"

عمر لخمی: "میں نے تو اپنے پرچہ میں بحث کو متعین کر دیا تھا۔ جیسا کہ آپ کو بھی اقرار ہے۔ لیکن اب آپ دوسرے مباحث میں پڑنا چاہتے ہیں۔ جب میں نے لکھ دیا ہے کہ شریعت اور لعنت کے مسئلہ پر بحث ہوگی تو پھر آپ کے لیے کیا عذر باقی رہ گیا۔"

پطرس: "ہم آپ کے اصل سوال کا جواب بھی دیں گے۔ پہلے اصولی بات طے ہو جائے اور وہ بھی آپ کے قرآن سے۔ کیا آپ کے قرآن میں ہمارے خداوند یسوع کو روح اللہ، کلمۃ اللہ نہیں لکھا؟ کیا ان کے متعلق یہ نہیں آیا کہ وہ مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے؟ اور بس اگر آپ کا ایمان قرآن پر ہے، تو آپ کو خداوند یسوع مسیح کے ابن اللہ ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔"

عمر لخمی: "آپ نے تو ایک دوسری بحث چھیڑ دی۔ جس کا میرے مقصد سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ میں تو شریعت اور لعنت کے مفہوم کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اس کیلئے تیار ہوں تو بحث کیجئے ورنہ ہمیں رخصت کیجئے۔"

پطرس: "میں تو قرآن آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ پہلے اصولی بحث طے ہو جائے لیکن آپ اصول سے گریز کر کے فروعات میں پڑنا چاہتے ہیں۔"

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں۔"

عمر حلمی: "بہت خوب۔ آپ اصولی بحث ہی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اپنے مذہب سے ہٹ کر اور قرآن کریم کی پناہ لے کر، اگر اصولی بحث کرنی ہے۔ تو آیئے پہلے ہم اس امر پر بحث کریں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کیا تھا یا نہیں۔ اگر اُن کا گناہ ثابت ہو جائے تو پھر اس پر بحث ہوگی کہ وہ گناہ نسلاً بعد نسلٍ انسانوں میں منتقل ہوا یا نہیں، یعنی آدم کے گناہ کرنے سے تمام انسان فطرتاً گناہ گار ہو گئے یا نہیں؟ اگر گناہ گار ہو گئے۔ تو پھر اس پر گفتگو ہوگی کہ گناہوں کو کس طرح دُور کیا جا سکتا ہے؟ پھر حضرت مسیح کی عصمت (از روئے اناجیل) پر بحث ہوگی۔ اس کے بعد آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا۔ کہ مسیح خدا تھے اور خدا ہی انسانوں کے گناہ اٹھا سکتا ہے۔ جب یہ تمام باتیں ثابت ہو جائیں تو پھر آپ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور تمام بے گناہوں کے بدلے تین دن جہنم میں رہے۔ نیز کہ قرآن آپ کے بارے میں کیا کہتا ہے؟"

پطرس: "یہ تمام باتیں فضول ہیں ہم تو قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح روح اللہ کلمۃ اللہ تھے۔ آپ نے مُردوں کو زندہ کیا۔ بس یہ مذہب حق ہے۔"

عمر حلمی: (ازبلا کی طرف اشارہ کر کے) اچھا میں اس معاملہ میں آپ کو حَکَم تسلیم کرتا ہوں۔ اور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ہم کو یہاں کس لئے بلایا گیا ہے؟"

(ازبلا کو مخاطب کر کے) "بہن، اس وقت تم کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ میں نے اپنے پرچے میں کیا لکھا تھا اور تم کس لیے ہم کو یہاں لائی ہو؟"

ازبلا: "اصل گفتگو تو اسی بات پر ہے کہ شریعت لعنت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو عیسائی اس کو اختیار کر کے کیوں ملعون بنتے ہیں۔ گو مقدس باپ (پطرس) کا بھی اعتراض بجا ہے لیکن اس میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ پہلے آپ کے اعتراض کا جواب دیا جائے۔ اس کے بعد مقدس باپ قرآن کی رو سے کچھ سوالات کریں۔"

عمر حلمی: "یہ میری مرضی پر موقوف ہے کہ میں آپ

باقی صفحہ ۲۶ پر

تعارف

از: اشتیاق احمد

قسط نمبر ۵

مرزا نے محمد حسین نامی ایک مرید کو خط لکھا کہ اس کیلئے پینے کی چیز خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائین کی پلومر کی دکان سے خریدیں مگر ٹانک وائین چاہیئے۔ اس کا خیال رہے۔ معلوم ہوا مرزا ٹانک وائن سے بھی شوق فرماتے تھے، ورنہ منگوانے کا مقصد بتایا جاتے۔۔۔۔

ٹانک وائن ایک طاقت ور شراب کا نام ہے۔ جو ولایت سے بند بوتلوں میں آتی ہے۔۔۔۔۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سفید جھوٹ ہے، غلط ہے، سراسر الزام ہے، تو اب دعویٰ کرنے والا پہلے یہ وعدہ کرے کہ اگر ہم مرزا کی اپنی کتاب میں سے یہ چیز دکھا دیں تو وہ مرزائیت سے تائب ہو جائے گا۔۔۔۔ آیئے میدان میں۔

○ ○

ایک شخص حاجی ریاض الدین احمد پیر کی غرض سے قادیان گئے، انہوں نے سوچا چلو مرزا غلام احمد سے بھی مل کر دیکھیں کہ کس قسم کا آدمی ہے، چنانچہ وہ مرزا سے ملے مرزا ان سے بہت اچھی طرح پیش آیا۔ اپنے ساتھی نورالدین سے بھی ملوایا۔ پھر مرزا انہیں مسجد کے ساتھ بنے حجرے میں لے گیا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ نورالدین نے نماز مسجد میں پڑھائی اور مرزا اپنے حجرے میں ہی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ ابھی نماز کی ایک رکعت ہی ہوئی تھی کہ مرزا نماز توڑ کر گھر کے اندر چلا گیا۔ حاجی ریاض الدین احمد حیرت زدہ رہ گئے کہ آخر مرزا پر کیا چیز کیا ٹوٹ پڑی کہ نماز توڑنے پر مجبور ہو گیا۔ نماز کے بعد انہوں نے مسجد میں موجود لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا تو انہیں نمازیوں نے بتایا کہ یہ کوئی خاص بات نہیں، مرزا پر جب وحی نازل ہوتی ہے تو نماز توڑ کر بے تاب ہو کر اندر چلا جاتا ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اس جھوٹے نبی کا حال، اول تو جماعت میں شریک ہوتا ہی نہیں تھا اور ہوتا تھا تو وحی کا بہانا بنا کر نماز توڑ دیتا تھا۔ جب کہ دوران نماز اگر وحی نازل ہو تو بھی نماز نہیں توڑی جا سکتی۔۔۔۔۔۔۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نماز کی حالت میں وحی نازل ہوتی تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی نماز نہیں توڑی۔۔۔ معلوم ہوا یہ سب ڈرامہ تھا۔

ڈرامے کی بات بھی جانے دیں۔۔۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز توڑ کر جانے کی ضرورت پیش کیوں آتی تھی۔۔۔ اور نماز میں شروع سے شریک کیوں نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔ مگر ہم ذرا بھی ذہن پر زور دیں تو ہمیں ایک بات یاد آ سکتی ہے اور وہ یہ کہ مرزا کو دن میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا تھا۔۔۔ لہٰذا وہ نماز کے شروع میں اس لیے نماز میں شریک نہیں ہوتا تھا۔

○ ○

اب ذرا مرزا کا ایک بیان پڑھیئے:

"میں نے ایک مرتبہ خدا کو دیکھا۔ میں نے جن باتوں کا ارادہ کیا تھا، ان باتوں کے لیے ایک کاغذ اللہ تعالیٰ کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے سرخ روشنائی سے دستخط کر دیے اور قلم کی نوک پر جو زائد روشنی تھی، اس کو جھاڑا اور یکا یک جھاڑنے کے ساتھ ہی اس روشنائی کے قطرے میرے کپڑوں اور میرے ایک ساتھی عبداللہ کے کپڑوں پر گرے اور چونکہ کشف کی حالت میں انسان بیدار بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ان قطروں کے گرنے کی اطلاع ہو گئی۔ میں نے ان قطرات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، یہاں تک کہ عبداللہ نے بھی قطرات اپنے کپڑوں پر دیکھے کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہیں تھی کہ ہم یہ خیال کرتے کہ سرخی اس چیز سے گری ہے یعنی یہ وہی سرخ روشنائی تھی جس کو اللہ

باقی ص ۲۲ پر

خواتین کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتیں

از:- ابن عزت ایم اے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ

(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مال و متاع ہے اور اس دنیا کا بہتر متاع نیک عورت ہے۔

۲

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟ فرمایا: وہ عورت جو اپنے خاوند کو خوش کرے جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے، اس کا حکم بجا لائے جب کچھ کہے، اپنی ذات میں اور اپنے مال میں اس کی مخالفت نہ کرے جو مرد کو ناگوار ہو۔ (نسائی)

۳

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت پانچوں نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔ تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (ابونعیم)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جو عورت مرے اور اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

۴

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کو آگ نہ چھوئے گی مگر برائے نام (یعنی وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (بخاری)

اور دو بچوں پر بھی یہی انعام ہے۔ (مسلم)

۵

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی عورت کے مردہ بچہ کی تعزیت کی اسے جنت میں چادر اوڑھائی جائے گی۔

(ترمذی)

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

۶

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کا بار اٹھایا اور ان کی اچھی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کا نکاح بھی کر دیا تو اللہ کی طرف سے اس بندے کیلئے جنت ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

۷

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل ہونا، پیٹ میں مرنا، غرق آب ہونا اور زچگی میں فوت ہو جانا یہ سب شہادت میں داخل ہے۔

(مسند احمد)

۸

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: داد و دہش میں اپنی سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کرو۔ اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں یعنی لڑکیوں کو ترجیح دیتا (یعنی اگر مساوات ضروری نہ ہوتی تو میں حکم دیتا کہ لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ دیا جائے۔

(طبرانی)

۹

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو آخرت میں میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو:

(۱) دنیا کو ایسے گذار دینا جیسے کہ مسافر سواری پر جاتا جاتا کہیں ٹھہر جائے۔

(۲) مالداروں کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرنا اور

(۳) کپڑے کو اس وقت تک بیکار کر کے نہ چھوڑنا جب تک کہ اس میں پیوند نہ لگ جائیں۔ (فضائل صدقات)

۱۰

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو راستے میں ملے جلے چلتے دیکھ کر فرمایا: عورتو! تم ادھر ادھر ہو جاؤ، تمہیں بیچ راہ میں نہ چلنا چاہیے۔ پس کر عورتیں دیواروں سے لگی چلنے لگیں یہاں تک کہ ان کے کپڑے دیواروں سے رگڑنے لگے۔ (ابوداؤد)

۱۱

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ عورتوں کی طرف سے گزر ہوا تو آپ نے انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو دکھلایا گیا ہے کہ تم میں سے اکثر دوزخ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں؟ فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو۔ (۲) اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہو، ہوشیار مرد کی عقل کو خراب کرنے والے کم فہم اور کم ناقص نظر کی میں تم سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ______ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے دین و عقل میں کیا کمی ہے؟ فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی آدھی مرد کی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں ہے۔ تو فرمایا: یہ عقل کی کمی ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں ہے تو فرمایا: یہ دین کی کمی ہے۔

(بخاری)

۱۲

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے چکی سے آٹا پیسنے کے سبب اپنے ہاتھوں میں تکلیف کی شکایت کی اور ایک غلام مانگنے کے ارادہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس نہیں۔ مگر ملاقات نہ ہوئی تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے اس کا ذکر کیا۔ اور پھر آپؐ ہمارے پاس ایسے وقت تشریف لائے جبکہ ہم خوابگاہ میں داخل ہو چکے تھے۔ ہم اٹھنے لگے تاکہ کھڑے ہوں تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر آپؐ ہم دونوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے اس طرح کہ آپؐ کے قدموں کی ٹھنڈک میرے سینے میں محسوس ہوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو ایسی بات نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہو جب تم سونے لگو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ کہو اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو یہ عمل تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری)

(تسبیحات فاطمہ یہی ہیں)

۱۳

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! فلاں عورت کا کثرت کے ساتھ نماز پڑھنے روزے رکھنے اور خیرات کرنے کا بہت چرچا ہے لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔ فرمایا وہ دوزخ میں ہوگی۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسولؐ! فلاں عورت کا ذکر کم نماز پڑھنے کم روزے رکھنے اور کم خیرات کرنے سے کیا جاتا ہے۔ (یعنی صرف فرائض کی پابندی تک محدود ہے) وہ پنیر کے ٹکڑے دے کر صدقہ کرتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنی ہمسایوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی فرمایا: وہ جنت میں جائے گی (بیہقی)

۱۴

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے اس کے اور اس کے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا) اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں۔ (ابوداؤد)

۱۵

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان عورتو! کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کے گھر (معمولی چیز کا) ہدیہ بھیجنے کو ذلیل اور حقیر خیال نہ کرے اگرچہ وہ بکری کے پاؤں کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی ایسی معمولی چیز دینے میں بھی شرمائے نہیں۔ (مسلم)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

۱۶

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

المرأۃ عورۃ (عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ (ترمذی)

۱۷

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت کا ایمان اللہ اور آخرت پر ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ بغیر محرم کی ہمراہی کے ایک دن رات کی مسافت کا سفر کرے۔ (بخاری)

۱۸

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جہنم دکھائی گئی اور اس میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی جو نافرمانی کرتی تھیں، فرمایا: خاوند کی نافرمانی کرتی تھیں، اور احسان کا انکار کرتی تھیں، اگر ان کا

محنت کیجئے انعام حاصل کیجئے

وفاق المدارس کے سالانہ امتحان میں دورہ حدیث کے طلباء میں سے پورے پاکستان میں اول آنے پر پانچ ہزار روپے دوم آنے پر تین ہزار روپے اور سوم آنے پر دو ہزار روپے بطور انعام دیئے جائیں گے دوسرے درجات کے طلباء کو پوزیشن حاصل کرنے پر کتابیں انعام دی جائیں گی، آئندہ سال ان کے لئے بھی انشاء اللہ نقد انعامات کا اعلان کیا جائے گا۔

مجلس خدام مدینہ مسجد پرنس روڈ کراچی ۲

رابطہ کے لیے

مولانا محمد اسلم شیخوپوری، استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا ــــ کراچی

قاعدہ ہے کہ) اگر تمام عمر ان کے ساتھ احسان کرو ایک بات ان کو ناگوار گزرے تو کہنے لگتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی نیک سلوک نہیں دیکھا۔ (بخاری)

۱۹

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بیوہ کا نکاح اس سے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔

صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول اس کی اجازت کیونکر ہے فرمایا: خاموشی۔ (بخاری مسلم)

۲۰

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ نظر اس کے پیچھے نہ ڈال کیونکہ پہلی نظر معاف ہے اور دوسری تیرے لئے جائز نہیں ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

۲۱

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن کے خاوند غائب ہیں ان کے گھر مت داخل ہو کیونکہ شیطان خون کی طرح تمہارے اندر سرایت کرتا ہے ہم نے کہا۔ آپؐ میں بھی جاری ہوتا ہے؟

فرمایا ہاں۔ مگر اللہ نے میری مدد فرمائی ہے اس لئے میں محفوظ رہتا ہوں۔ (ترمذی)

۲۲

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے یعنی یہ کہ آدمی اپنی بیٹی (یا بہن) اس شرط پر بیاہے کہ دوسرا اسے اپنی بیٹی (یا بہن) بیاہے اور ان کے بیچ مہر نہ ہو۔

(بخاری، مسلم)

۲۳

حضرت لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میری بیوی بڑی بدزبان ہے، فرمایا! اس

کو طلاق دے دے۔ میں نے کہا اس سے میری اولاد ہے اور قدیمی صحبت۔ فرمایا: اس کو نصیحت کر۔ اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی تو تیری نصیحت کو قبول کرے گی اور اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مار۔ (ابوداؤد)

۲۴

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی وجہ کے طلاق چاہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

۲۵

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف نہیں دیتی مگر اس کی حورعین بیوی کہتی ہے۔ تکلیف نہ دے اس کو، اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کرے، وہ تیرے پاس مہمان ہے اور عنقریب تجھ سے جدا ہوگا۔ اور ہماری طرف آئے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۶

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کوئی شخص تمہاری طرف نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین و اخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے نکاح کردو اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہوگا۔ (ترمذی)

۲۷

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نکاح بڑی برکت والا ہے جو محنت (خرچ) کے لحاظ سے کم ہو۔ (بیہقی)

۲۸

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! دیور کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: دیور موت ہے!! (یعنی ہلاکت ہے) (بخاری، مسلم)

حضرت تھانوی فرماتے ہیں رضاعی بھائی اور داماد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا اگرچہ سب محارم ہیں مگر فتنہ زمانہ پر نظر کرکے ان سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے)

۲۹

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر شوہر اپنی بیوی کو حکم دے کہ پتھر کے ٹکڑے زرد پہاڑ سے لے کر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ سے لے کر سفید پہاڑ پر لے جائے تو اس کو ایسا کرنا چاہیے۔ (مشکوٰۃ)

حق چار یارؓ

حضرت سرور میواتی

ذی جاہ و حشم یاران نبیؐ
اعیان نبیؐ خاصان نبیؐ
بے مثل وفاداران نبیؐ
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

کوئی ان کے مراتب کیا جانے
نبیوںؑ کے علاوہ سب سے بڑے
کوئی ان کے مدارج کیا جانے
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

سرکارؐ جہاں بھی جاتے تھے
سایہ کی طرح ہمراہ ہے
محبوبؐ خدا کے دیوانے
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

قرآن میں ہیں اوصاف انؓ کے
اذکار حدیثوں میں انؓ کے
ایمان و یقیں کے گہوارے
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

محراب نبوت کی زینت
ایوان خلافت کی عظمت
دربار رسالت کی شوکت
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

گلزار نبیؐ کے گلدستے
مصباح نبیؐ کے پروانے
تقدیس و صفا کے سی پارے
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

توحید و یقیں کے مے خانے
گردون ہدایت کے تارے
محبوب خدا کے دیوانے
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

ایثار و صداقت کے مظہر
اخلاص و محبت کے پیکر
ہر شعبہ میں لاثانی سرور
صدیقؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

۳۰

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم نے عورت کو اپنا حکمران بنایا
وہ قوم فلاح نہ پائے گی۔ (ترمذی)

۳۱

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: خرچ کرو اور شمار نہ کرو اگر گن
کر دے گی تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ کو شمار کرکے دے گا۔
(بخاری، مسلم)
(اسراف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا)

۳۲

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر کسی مجلس سے
گزرے تو وہ ایسی ویسی ہے (یعنی زانیہ ہے)
(ترمذی)

لیکن بر وقت ضرورت میلے کپڑے میں باہر نکل سکتے
کہے دیتی ہے خوشبو اس فضا کی
ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی

۳۳

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: جس وقت اول شب ہو یا فرمایا جب شام
ہو جائے تو اپنے بچوں کو بند کر دو اس وقت شیطان پھیل
جاتے ہیں رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو، دروازے
بند کر لو اور بسم اللہ پڑھو، شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا
اپنے برتنوں کے منہ بند کر دو، اور اللہ کا نام ذکر کرو،
اپنے اپنے برتن ڈھانک لو اور اللہ کا نام لو اگرچہ برتن
پر عرض کی جانب کوئی چیز رکھ دو اپنے چراغ بجھا دو۔
(بخاری، مسلم)

۳۴

حضرت زینبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا فرمایا اے عورتوں کی جماعت، تم
صدقہ کرو اگرچہ تم اپنے زیوروں سے کرو کیونکہ قیامت کے
دن تم اکثر دوزخی ہوں گی۔ (ترمذی)

۳۵

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنا روا رکھتا تو میں عورت
کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

۳۶

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد عورتوں کے فتنے سے بڑھ
کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے لئے تکلیف دہ ہو۔
(بخاری، مسلم)
وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

۳۷

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ
دو عورتوں نے روزہ رکھا روزے میں اس شدت سے بھوک
لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں صحابہ
کرامؓ نے آپؐ کو اطلاع دی۔ تو آپؐ نے ایک پیالہ ان کے
پاس بھیجا اور ان کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا دونوں
نے قے کی تو گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون اس
میں نکلا لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں
نے اللہ تعالیٰ کی حلال روزی سے روزہ رکھا مگر حرام چیز دل
کو کھایا یعنی وہ لوگوں کی غیبت کرتی رہیں (فضائل قرآن)
(قرآن میں غیبت کو مردار بھائی کا گوشت فرمایا گیا ہے)

۳۸

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زینت کو غیر جگہ ظاہر کرنے والی
عورت کی مثال قیامت کے اس اندھیرے جیسی ہے جس پر
نور نہ ہو (ترمذی)

۳۹

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ ابن ام مکتومؓ آئے
آپؐ نے ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا حضرت ام سلمہؓ کہتی
ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ اندھے ہیں اور ہم کو دیکھ نہیں
سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں تو
اندھی نہیں ہو کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟
(ترمذی، ابوداؤد)

۴۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل عورتوں
پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ذکر فرمایا ہے:

- قبور کی زیارت کرنے والی۔
- مردوں کا لباس پہننے والی۔
- بال سے بال ملانے والی۔
- اپنے خاوند پر غصہ کرنے والی
- نوحہ کرنے اور نوحہ سننے والی۔
- زینت کیلئے سر کے بال کھاڑنے والی۔
- شوہر سے یا حمل سے باز رہنے والی یا رکھنے والی۔
- چہرے کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی۔
- غیر محرم پر نگاہ کرنے والی۔
- بے سبب خلع طلب کرنے والی۔

(ترمذی، مسلم وغیرہم)

بقیہ تعارف سے

تعالیٰ نے اپنے قلم سے بھاڑا تھا، وہ قطعے
اب تک محفوظ ہیں اور قطرات دیکھے جا
سکتے ہیں،،

(آپ نے دیکھا۔ مرزا کے لیے اللہ تعالیٰ نے دستخط
ہی نہیں کیے اور قلم کو جھاڑا بھی، کیونکہ قلم پر نا مدروشنائی
لگ گئی تھی روشنائی کو بہت سی داد دینا پڑتی ہے۔
...... ان لوگوں کی بے وقوفی کی انتہاء دیکھئے جو ایسے
شخص کو نبی مان بیٹھے ہیں۔ ہمیں حیرت مرزا پر نہیں ان
لوگوں پر ہے)۔ وہ تو تھا ہی جھوٹوں کا سردار۔
(تعارف جاری ہے)

ضروری تصحیح

گذشتہ شمارہ میں مضمون ”چلتے چلتے“ کی دوسری
سطر اس طرح پڑھیں ”کے نام سے کوئی کتاب لکھی ہے
یہاں کاتب نے ”سے“ کی تصحیح نہیں کی پھر اسی صفحہ پر
کالم نمبر۲ کی آخری سطر میں ”اس میں سے“ کو ”اس میں
اسے“ لکھ دیا۔ نیز صفحہ نمبر۸ کالم نمبر۲ پر قرآن کریم کی
آیت کریمہ ”انّ الّذین عند اللّٰہ الا سلام“
میں عنداللہ کی تصحیح نہیں کی اور اسے صرف عند الاسلام
ہی رہنے دیا۔ جو فحش غلطی ہے ادارہ اس پر معذرت
خواہ ہے قارئین ان اغلاط خصوصاً آیت کریمہ کی
تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

میں نے قادیانیت چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا؟

جناب حسن محمود عودہ کے تاثرات

اردو ترجمہ: حافظ محمد عمار خان ناصر

قادیانی امت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے سابق دست راست فلسطینی دانشور حسن محمود عودہ کا ایک امریکی نومسلم خاتون محترمہ جمیلہ تھامس اور حسن محمود عودہ کی گفتگو کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ محترمہ جمیلہ تھامس نے قبول اسلام کا اعلان کیا تو قادیانی جماعت نے انہیں اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں، موصوفہ کو جناب حسن محمود عودہ کے ترک قادیانیت کا کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا۔ اس لیے انہوں نے ان سے براہ راست ملاقات کر کے حالات معلوم کرنا زیادہ مناسب سمجھا اور اس پس منظر میں مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی جو ان کے قادیانیت کی گرفت سے بچاؤ اور اصل اسلام پر استقامت کا ذریعہ بن گئی۔ جناب حسن محمود عودہ ان دنوں "التقویٰ" کے نام سے ایک ماہنامہ جریدہ کے ذریعہ قادیانیت زدہ عرب نوجوانوں کو اصل اسلام کی طرف رجوع کی دعوت دینے کی مہم میں مصروف ہیں اور محترمہ جمیلہ تھامس کے ساتھ ان کا درج ذیل انٹرویو بھی "التقویٰ" کے شعبان ۱۴۱۱ھ کے شمارہ سے ان کے شکریہ کے ساتھ ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

جمیلہ تھامس: حسن بھائی! اچھا ہوگا اگر آپ اپنی ذات اور مرزائیت سے تائب ہونے کے اسباب کے بارے میں کچھ بتائیں۔

حسن عودہ: میری پیدائش حیفہ (فلسطین) میں ۱۹۵۵ء میں، قادیانی ماں باپ کے گھر ہوئی۔ بدقسمتی سے میرے آباؤ اجداد مرزا غلام احمد کی حقیقت کے بارے میں کچھ جانے بغیر ۱۹۲۸ء میں قادیانیت کو قبول کر بیٹھے جو کہ ہمارے ملک میں چند مبلغین کے ذریعے سے پہنچی تھی، انہیں یہ بتایا گیا کہ یہ اسلام کی اصلاح کے لیے آسمانی دعوت ہے اور مرزا غلام احمد کی صورت میں مسیح موعود اور مہدی موعود ظاہر ہو گئے ہیں۔

میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ قادیانیت ہی صحیح اسلام اور قادیانی ہی سچے مسلمان ہیں اور دوسرے لوگ کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہم مرزائیت کے بارے میں صرف مرزائی علماء کی تحریرات پڑھا کرتے تھے چنانچہ میرا یہ نظریہ پختہ ہو گیا کہ قادیانی ہونے کی حیثیت سے میں بھی برحق ہوں اور جو لوگ مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود پر ایمان نہیں لاتے وہ باطل پر ہیں۔ میں نے مرزائیت کے بارے میں مرزائی لٹریچر ہی پڑھا تھا۔ مسلمانوں نے مرزائیت اور مرزا غلام احمد کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ میرے علم میں نہیں تھا۔

مرزائیت کے اندرونی ماحول اور مرزائیوں کے آپس کے تعلقات کے بارے میں بات لمبی ہو جائے گی۔ مجھے اس بارے میں وسیع تجربہ حاصل ہے۔ مختصراً یہی کہہ سکتا ہوں کہ مرزائی

> قادیانی جماعت کے لوگ مرزا غلام احمد سے دھوکہ کھا گئے ہیں میری اہم نصیحت ان کو یہ ہے کہ وہ مرزائیت اور مرزا کے بارے میں مسلمانوں کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور خدا سے ہدایت طلب کریں۔ مرزائی جان لیں کہ "خلیفہ قادیانی" کے حکم کی اطاعت میں مسلمانوں کی ہر قسم کی تحریرات کو نظر انداز کرنے سے ان کے لیے حقیقت کو معلوم کرنا آسان نہیں ہوگا۔

ایسے پر گھٹن ماحول میں رہتے ہیں جہاں کسی فرد پر دوسروں کے اخلاق و اطوار مخفی نہیں ہیں۔ میں اپنے آپ کو کسی عیب سے پاک نہیں سمجھتا اور مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی قادیانی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ قادیانی جماعت ... کسی جگہ پر ایک اچھی جماعت ہونے کی مثال پیش کی ہے چنانچہ مرزائیت کے ماحول کا فساد بہت سے مرزائیوں سے مخفی نہیں ہے۔

ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے میں سویڈن چلا گیا جہاں خلیفہ ثالث مرزا ناصر سے ۱۹۷۶ء اور پھر ۱۹۷۷ء میں دو مرتبہ میری ملاقات ہوئی۔ اس وقت خلیفہ کے ساتھ ملاقات میرے لیے ایک اہم اور خاص واقعہ تھا۔ خلیفہ کے مقربین میں جگہ حاصل کرنے کے لیے میں نے سویڈن کو خیرباد کہا اور قادیان چلا آیا جو کہ مرزائیت کا پہلا ہیڈکوارٹر اور اس کے بانی مرزا غلام احمد کی جائے پیدائش ہے۔

۱۹۷۹ء میں میں نے قادیانی مبشر بننے کے لیے قادیان میں تعلیم کا آغاز کیا۔ خلیفہ اور دوسرے ذمہ دار لوگ میرا خاص خیال رکھتے تھے۔ کیونکہ میں قیام پاکستان کے بعد پہلا اور مرزائیت کے آغاز کے بعد دوسرا یا تیسرا عرب طالب علم تھا جو قادیان میں قادیانیت کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ میں مرزا غلام احمد کی عربی تصنیفات کے مطالعہ کے علاوہ اس کی اردو تصانیف کو سمجھنے کے لیے اردو زبان بھی سیکھ رہا تھا

قادیان میں میرا قیام تقریباً سات ماہ رہا۔ چھ ماہ "بیت الضیافہ" میں اور ایک ماہ غرفۃ الریاضۃ میں یہ وہی کمرہ ہے جہاں مرزا نے اپنے دعوے کے مطابق اپنے نصف برس سے مدت مسلسل روزے رکھنے کے دوران میں تمام انبیاء سے ملاقات کی۔

مجھے کہا گیا کہ مرزا کا گھر جو شعائر اللہ میں سے ہے۔ اس میں قیام سے بڑی برکتیں ملیں گی۔ مرزا کا گھر "بیت الذکر" "بیت الفکر" "بیت الدعا" اور مسجد مبارک وغیرہ نام کے کمروں پر مشتمل ہے۔ بیعت سے مراد ایک الگ کمرہ ہے۔ بیت الدعا ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جو مرزا نے دعا کے لیے خاص کیا تھا۔ بیت الفکر ایک دوسرا کمرہ ہے جس کو اس نے فکر یعنی تالیف و تصنیف کے لیے خاص کیا تھا۔ بیت الذکر کو وہ ذکر کے لیے استعمال کیا کرتا تھا اس کا نام "مسجد مبارک" بھی ہے۔ اس کے دروازہ پر لکھا ہے: "من دخلہ کان آمنا" اور کمرے کی اندرونی طرف دیوار پر لکھا ہے۔ "بشارۃ تلقاھا النبیون وہ بشارت جو نبیوں کو ملی" مسجد کے ساتھ ایک کمرہ ہے جس کا نام "زاویہ الحجر الاحمر" ہے ایک اور کمرہ کا نام "حقیقۃ الوحی" ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کمرے ہیں۔

قادیان میں اپنی تعلیم کی یہ مختصر مدت گذارنے کے بعد میں حیفہ واپس چلا گیا تاکہ قادیانی مبلغین کی مدد کروں۔ پھر ایک سال کے بعد مجھے مرزائی لڑکی سے شادی کرنے اور دوسری مرتبہ سالانہ جلسہ میں جو مرزا کی وصیت کے مطابق ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ شرکت کرنے کے لیے دوبارہ قادیان جانا تھا۔

پھر حیفہ واپس آنے کے بعد ۱۹۸۳ء میں مجھے مرزائی خدام کا اور میری اہلیہ کو لجنۃ اماء اللہ کا سربراہ بنا دیا گیا۔

۱۹۸۵ء میں خلیفہ رابع مرزا طاہر نے مجھے مرزائی مبشر مقرر کیا اور لندن میں خلافت کے نئے مرکز میں بلا لیا۔

۱۹۸۶ء کے شروع میں میرے لندن پہنچنے کے فوراً بعد خلیفہ نے پہلی دفعہ اپنی جماعت میں عربی سیکشن کی بنیاد رکھی اور مجھے اس کا ڈائریکٹر مقرر کیا۔

۱۹۸۸ء میں خلیفہ نے مجھے اپنی تقاریر و خطبات کو عربی میں ترجمہ کرنے کے لیے منتخب کیا اور عربی زبان میں ایک ماہنامہ مجلہ شائع کرنے کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی۔

> جون ۱۹۸۹ء میں میں (حسن محمود عودہ) اپنے والدین اور اقرباء سے مل کر انہیں اپنے قبولِ اسلام کی خوشخبری سنائی ۱۷ جولائی ۱۹۸۹ء کو میں نے اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ قادیانی مرکز میں اپنے مکان کو چھوڑ کر ایک دوسرے مکان میں سکونت اختیار کی اور قریبی مسجد میں ۲۱ جولائی ۱۹۸۹ء کو خطبہ جمعہ کے بعد مرزائیت سے براءت اور قبول اسلام کا اعلان کیا۔

ان ذمہ داریوں کے علاوہ میں تبلیغی اور تدریسی کاموں میں بھی مشغول رہا۔ مثلاً برطانیہ آنیوالے مبلغین کو لیکچرز دینا۔ برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کو دعوت مرزائیت دینے کے لیے تبلیغی مجالس منعقد کرنا۔ ان مجالس میں میں نے مسلمان علماء اور طلبہ سے مرزا غلام احمد کے دعاوی کی سچائی کے بارے میں بحث و مباحثہ کیا جس سے میرے ذہن میں ایسے سوالات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے مجھے مرزا غلام احمد کی شخصیت و دعوت کے بارے میں اپنے مطالعہ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ یہ میرے ترکِ مرزائیت کے اسباب میں سے ایک تھا۔

ایک اور سبب، میرا شخصی تجربہ اور مرزائی نظم و ضبط کا مشاہدہ تھا۔ خلیفہ اور داعیین پر مشتمل اس نظام کے مشاہدے سے مجھے یقین ہوگیا کہ مرزائیت حق سے بہت دور ایک گمراہ تحریک ہے۔ اور اسی میں میرے عملی تجربہ کے اضافہ کے ساتھ ساتھ مرزائی عقائد اور نظام کے بارے میں میرے شکوک و شبہات بھی بڑھتے گئے۔

جون ۱۹۸۸ء میں مخالفین مرزائیت کے نام مرزا طاہر کی "دعوت مباہلہ" بھی قابل ذکر ہے۔ اس وقت سے میں منتظر تھا کہ مرزائیت کی حقانیت پر کوئی آسمانی نشانی اور معجزہ ظاہر ہو۔ حتیٰ کہ خلیفہ نے پہلی نشانی کے ظہور کا اعلان کیا یعنی صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شہید کر دیئے گئے۔ صدر پاکستان نے اگرچہ دعوت مباہلہ کو قبول کیا نہ اس پر کوئی توجہ دی لیکن پھر بھی مرزائی (اپنے علم میں) انکی شہادت کو آسمانی نشان سمجھتے تھے۔ جن مسلم علماء نے دعوتِ مباہلہ کو قبول کیا تھا اور انسانیت پر مرزائیت کی گمراہی کو آشکارا کیا تھا وہ صحیح سالم زندگی بسر کر رہے تھے۔ مرزائیوں کے اس طرز عمل پر مجھے حیرت ہوئی اور اس حیرت میں اضافہ تب ہوا جب خلیفہ طاہر نے اس "آسمانی نشانی" کے ظہور پر خوشی کے اظہار کے طور پر "ٹل فورڈ" جہاں میں مقیم تھا۔ مرزائیوں میں تقسیم کرنے کے لیے مٹھائی بھیجی۔

اس وقت سے میں اس دعوت مباہلہ کے اصل مقصد کے بارے میں متلاشی ہو گیا کیا یہ حقیقت مباہلہ ہے یا محض ڈھونگ؟ خدا سے دعا مانگی کہ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

میں دس جون کے اعلان مباہلہ اور اس کے وقت کی تعیین کے پس پردہ اسباب پر غور کرتا رہا۔ مرزا طاہر احمد نے اعلان مباہلہ سے تقریباً ایک سال قبل اعلان کیا تھا کہ اس نے پیرس میں ایک خواب دیکھی ہے جس میں کہا گیا ہے The 10th Friday (دس تاریخ کو جمعہ والا جمعہ کا دن) چنانچہ مرزائی ۱۰ تاریخ پڑنے والے ہر جمعہ کے دن کسی خاص اور اہم واقعہ کے رونما ہونے کے منتظر رہتے تاآنکہ خلیفہ نے ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک اس انگریزی خواب کو پورا کرنے کے لیے دعوت مباہلہ دی۔ یہ میرے غور و فکر کا ایک پہلو

ضروری اطلاع

جملہ قارئین ختم نبوت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ کا نمبر تبدیل ہوگیا ہے آئندہ کیلئے اس نمبر پر رابطہ قائم کریں۔

محترم حافظ محمد ثاقب صاحب

فون:۔ ۲۱۵۶۶۳ — ۲۱۷۶۵۶

دوسرے پہلو سے میں نے دنیا میں مرزائیت کے اندرون خانہ نظر ڈالی۔ ۱۹۸۹ء میں جو مرزائیت کی تاسیس کی صدی پوری کرنے کا سال تھا۔ میں نے دیکھا کہ ادارہ اپنی سو سالہ کاوشوں کے نتائج کی پردہ پوشی کے لیے نئے اعلانات میں مشغول ہو رہا ہے جس سے مجھے مرزائیت کے دھوکہ، گمراہی اور خلق خدا کے لیے ضلالت ہونے میں شک بھی نہ رہا۔ خلیفہ اور ادارہ کی خاص کوشش یہی تھی کہ وہ ہر متعلق و غیر متعلق کے سامنے اپنی سو سالہ کامیابیوں کو ظاہر کریں۔ اس صورت حال میں حقیقت کو سمجھ لینا مشکل نہ رہا اور پھر میں جماعت مرزائیہ کے اندرونی و بیرونی احوال سے بخوبی واقف بھی تھا۔ اب میں نے مرزائیت کو ایک نئے نقطۂ نگاہ سے دیکھا۔ میں نے مرزا کے قبل ازاں تسلیم شدہ دعاوی کو پرکھا اور اس کے بارے میں علماء اسلام کی تحریرات کا مطالعہ کیا۔

> "مرزا طاہر نے ضیاء الحق کے مرنے پر مرزائیوں میں تقسیم کیلئے مٹھائی بھیجی"

چنانچہ مجھ پر چند ایسے امور واضح ہوئے جن سے میں پہلے واقف نہیں تھا یا یوں سمجھیں کہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ مرزائیت سے میرے ذہنی و قلبی بعد کا آغاز اسی وقت میں ہو گیا تھا۔ جن اشکالات سے میرا واسطہ پڑا۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ سچا مرزائی بننے کے لیے اپنی آمدنی کا ۲۵ء۶ فی صد جماعت کو ادا کرنا لازمی ہے۔

۲۔ "مقبرۃ الجنۃ" میں جگہ حاصل کرنے کے لیے آمدنی کا کم از کم دس فی صد ادا کرنا ضروری ہے۔

۳۔ مرزا کا ساٹھ سال سے متجاوز عمر میں ایک ۱۷ سالہ نوجوان لڑکی سے نکاح پر اصرار کرنا اور یہ کہنا کہ "یہ اللہ کا حکم اور ارادہ ہے"۔ اور پھر جب لڑکی نے اس کو ٹھکرا دیا اور نکاح نہ ہو سکا تو مرزائی یہ عذر کرنے لگے کہ اس پیشگوئی کا نصف حصہ اس صورت میں اور اُس صورت میں پورا ہو گیا ہے۔

> سویڈن میں احمد محمود رئیس جماعت قادیانی حیفا میں میرے بھائی صالح عودہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مراکش اور الجزائر کے دیگر حضرات نے بھی ترک مرزائیت کر کے اسلام قبول کر لیا ہے۔

۴۔ اس جماعت کی بنیاد پڑے ایک صدی گذر گئی۔ لیکن اس کا اندرونی ماحول فساد اور خرابی کی نذر ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ یہ جماعت جب دینی اصلاح پر قادر نہیں ہے تو اہل عالم کی اصلاح کیسے کرے گی۔

۵۔ ۹۹ فی صد مرزائی اسلام سے مرتد ہوئے ہیں مرزا اپنے دعوٰئے مسیحیت و مہدیت کے باوصف غیر مسلموں کو تو اسلام میں داخل نہ کر سکا۔ البتہ مسلمانوں میں سے ہی اپنی ملت تیار کر لی۔

یہ اشکالات مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہیں۔ بہرحال میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ طیبہ کے ساتھ مرزا کی سیرت کا موازنہ

> مرزائی ایسے پر گھٹن ماحول میں رہتے ہیں جہاں کسی فرد پر دوسروں کے اخلاق و اطوار مخفی نہیں ہیں۔

کیا تو مجھے شب و روز کا فرق نظر آیا۔ میں نے ترک مرزائیت اور قبول اسلام کا عزم صمیم کر لیا۔ جون ۱۹۸۹ء میں میں نے اپنے والدین اور اقرباء سے مل کر انھیں اپنے قبول اسلام کی خوشخبری سنائی۔ ۱۷ر جولائی ۸۹ء کو میں نے اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ مرکز الاحمدیۃ میں اپنے مکان کو چھوڑ کر ایک دوسرے مکان میں سکونت اختیار کی۔ میں نے پہلا کام یہ کیا کہ قریبی مسجد میں ۲۱ر جولائی ۸۹ء کے خطبہ جمعہ کے بعد مرزائیت سے برأت اور قبول اسلام کا اعلان کیا اس کے بعد میں چند دوستوں سے ملا اور انہیں مرزائیت کے بارے میں اپنے تجربات اور مطالعے سے آگاہ کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ میری اہلیہ، بچے، بعض رشتہ دار اور دوست بھی مرزائیت کو ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔

سویڈن میں محترم احمد محمود رئیس قادیانی جماعت نے حیفہ میں میرے بھائی صالح عودہ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اور مراکش اور الجزائر کے دیگر حضرات نے بھی ترک مرزائیت کر کے اسلام قبول کر لیا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین اللھم زد وبارک

جمیل تھامس۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم سب کو مسلمان بنایا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ مرزائی جماعت کے عقائد مسلمانوں سے جدا ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ مکرمہ حضرت مریم علیہا الصلوات و التسلیمات کے ساتھ ہجرت کر کے کشمیر چلے آئے تھے۔ اور وہاں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پا گئے اور ان کی قبر بھی وہیں ہے اور یہ کہ ان کا مثیل "مرزا غلام احمد" ہے اور اس کا لقب بھی مسیح موعود ہے تو کیا ایسے عقائد بھی آپ کے ترک مرزائیت کا سبب بنے؟

حسن بن محمود عودۃ: ایسے نفس عقائد تو اگرچہ سبب ترک نہیں بنے، البتہ مرزا کی حقیقت جاننے میں مددگار ثابت ہوئے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ قبول اسلام (ظاہراً) کسی سبب پر موقوف نہیں بلکہ قانون خداوندی ہے۔ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ البتہ کسی آدمی کے لیے

> کوئی بھی قادیانی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ قادیانی جماعت نے کسی بھی جگہ پر ایک اچھی جگہ ہونے کی مثال پیش کی ہے

اکتشاف حقیقت کو آسان بنا دینا بھی ہدایت ہی ہے۔ مجھ پر اللہ کی یہ رحمت ہوئی کہ اس نے مرزا کی حقیقت کے بارے میں علم کو میرے لیے آسان کر دیا مرزا جس کو میں "نبی" اور صاحب وحی رسول سمجھتا تھا، اس کی ہر بات میرے لیے حق تھی۔ جس کے انکار کی پہلے کوئی گنجائش نہ تھی۔ میں نے سرے سے اس کے ایسے دعاوی کی جانچ ہی نہ کی۔

باقی آئندہ

بقیہ | فضائل رجب المرجب

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات ہوئی۔ آپؒ خلیفہ راشد تھے۔

۲۷ رجب میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے پوری دنیائے یورپ سے جنگ لڑ کر بیت المقدس پر فتح حاصل کی۔ ماہ رجب ۱۵ھ میں فاروق اعظمؓ مدینہ منورہ سے بیت المقدس روانہ ہوئے اور عیسائیوں نے بغیر کسی مزاحمت کے بیت المقدس کی چابیاں آپ کے حوالے کر دیں۔

ماہ رجب اور واقعہ معراج | ستائیسویں

شب ماہ رجب میں ہی حضور اکرم تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اعزاز ملا جس پر کائنات کے انسانوں کی عقلیں دنگ و حیران ہیں۔ اس اعزاز کو معراج کہا جاتا ہے۔ یہاں کائنات کے فطری و طبعی قوانین معطل ہو گئے۔ وہ دُرِّ یتیم جس کو عرب کے سردار حقیر سمجھ رہے تھے۔ رب کائنات نے ایسے مقام پر بلایا جہاں جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسائی بھی نہ تھی۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی
بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبریل علیہ السلام کی پرواز ختم ہوئی تو حضورؐ نے سوال کیا۔ اے میرے مخلص دوست اب ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہو؟ جواب دیا۔ اے حامل وحی آپ کی پرواز بہت اونچی ہے۔ میری کیا مجال اگر ایک بال برابر بھی آگے پرواز کروں تو تجلیات میرے پروں کو جلا دیں۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار
چراغ عقل گل اس کے نور کے آگے
زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
کہاں بلندی طور اور کہاں تری معراج
کہیں ہوئے ہیں زمین و آسمان ہموار

تحفۂ معراج | اچھا سمجھ جب کبھی دور جاتا ہے تو گھر والوں کو انتظار ہوتا ہے کہ واپسی پر کوئی تحفہ ضرور لائے گا۔ آقائے نامدار شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتنے دور اور بلند پرواز کر گئے تو امت کے لیے بھی تحفہ لائے۔ وہ تحفہ سورہ بقرہ کی آخری آیات اور پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ نمازوں کی ادائیگی سے زندگی پرسکون و خوشگوار روزی میں برکت، قبر کے عذاب سے نجات حشر میں عزت اور جنت نصیب ہوگی۔

بقیہ | داستانے از بلا

کے وسیع میدان چھوڑ دوں۔ اچھا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جس وقت آپ نے میرے سوال کو حل کر دیا اسی وقت میں آپ کو عام سوالات کی اجازت دے دوں گا۔ مگر جب حسب وعدہ عیسائی ہو جاؤں گا تو پھر مزید سوالات کی ضرورت ہی کیا ہے؟!

باقی آئندہ

بقیہ | مومن کی تجارت

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں آخرت کی تجارت کے نفع اور کامیابی کا طریقہ بتلایا کہ ان تین کاموں کے کرنے سے آخرت کی تجارت میں کامیابی کی امید اور توقع ہے۔

ایک تلاوت قرآن جو تمام اذکار اور عبادات نافلہ کی جڑ ہے اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اور اس کی تلاوت گویا خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور حکایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کو میں نے ۹۹ بار خواب میں دیکھا۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اب کی سوویں مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھوں گا تو معلوم کروں گا کہ آپ تک پہنچنے کا سب سے زیادہ قریبی راستہ کون سا ہے۔ یعنی مقربین جن چیزوں سے آپ کا قرب حاصل کرتے ہیں اُن میں سے سب سے افضل کون سی چیز ہے۔ چنانچہ جب سوویں مرتبہ امام احمدؒ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو یہی دریافت کیا کہ یارب۔ وہ کون سی چیز سب سے افضل ہے جس سے مقربین آپ کی قربت حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ تلاوت قرآن یعنی میرے کلام قرآن کا پڑھنا اس پر امام صاحب نے عرض کیا۔ بِفَہْمٍ اَوْ بِلَا فَہْمٍ یعنی مطلب اور معنی سمجھ کر پڑھنا یا بغیر مطلب اور معنی سمجھے ہوئے پڑھنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا بِفَہْمٍ اَوْ بِلَا فَہْمٍ یعنی معنی سمجھ کر ہو یا بلا معنی سمجھے ہوئے ہو۔ دونوں طرح موجب قرب ہے۔ سبحان اللہ الغرض آخرت کی کامیاب تجارت کے لیے پہلی چیز تلاوت قرآن بتلائی گئی۔ دوسرے نماز کی درستی اور پابندی جو تمام فرائض اور جسمانی عبادتوں کی جڑ ہے اور دین کا ستون ہے۔ تیسرے ظاہر اور پوشیدہ طور پر خیرات کرنا جس میں تمام مالی عبادتیں آگئیں۔ سو جو لوگ یہ تینوں کام کرتے ہیں وہ امید رکھتے ہیں کہ ان کی تجارت آخرت میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آخرت کی کامیاب تجارت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

دعا کیجیے

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی اس کتاب قرآن کریم کی شب و روز تلاوت کی توفیق ہم کو عطا فرمائیں اور اس کے احکام و ہدایات پر عمل پیرا ہونے کا عزم نصیب فرمائیں۔ یا اللہ قیامت میں اس کتاب کو ہمارے لیے سفارشی بنائیے اور اس کے مطالبات اور حجت قائم کرنے سے ہم کو اور ساری امت مسلمہ کو بچائیے۔

یا اللہ اس ماہ اور تمام قرآن پاک کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما اور اس کی حق تلفی سے ہم سب کو بچنا نصیب فرما۔

یا اللہ آپ نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو جن عبادات بدنیہ و مالیہ کی توفیق عطا فرمائی ہے ان اعمال کو اپنی رحمت سے قبول فرما لیجئے۔ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیے۔ بیشک آپ بڑے بخشنے والے اور بڑے قدردان ہیں۔ آمین۔

فَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want:	Your money should be spent on making Muslims into Apostates?
Certainly your answer will be:	No.
But you are!	Unintentionally, unknowingly.
How:	In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.
Do you know:	A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.
What work this Centre does:	It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.
Alas:	Your money is used against your very Deen and you are unaware.
Realise:	You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبوی ؐ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنّت میں بنائینگے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
— الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرّحمت (ٹرسٹ)

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی ازسرِنو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل وجان سے حصّہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:- واضح رہے کہ دفتر ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرّحمت (ٹرسٹ)

پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:- ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر [illegible]، الائیڈ بینک لمیٹڈ بنوری ٹاؤن برانچ